اُتر پردیش کی 73,917 گرام پنچایتوں کے لیے ایک نئی جہت

ترقیاتی اسکیمیں: گاؤں والوں کے لیے گاؤں والوں کے ذریعے

دستوری (73 ویں ترمیم) ایکٹ، 1992

خاص خاص تجاویز

- تینوں سطحوں (گاؤں، بلاک وضلع) پر پنچایت کے ممبروں کا انتخاب براہِ راست کرایا جانا۔
- عورتوں (ایک تہائی) اور درج فہرست ذاتوں کے لیے (آبادی کی بُنیاد پر) ریزرویشن کا انتظام۔
- ہر پنچایت کا وقفہ کارگزاری 5 سال ہوگا اور تحلیل ہونے کی صُورت میں 6 ماہ کی مُدّت میں انتخاب کیا جانا ضروری ہوگا۔
- پنچایتوں کی کارگزاری اور ذمّہ داریوں کا تعیُّن جس میں اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کی اسکیموں پر عمل درآمد شامل ہے۔
- ریاستی سطح پر مالیاتی کمیشن اور الکشن کمیشن کی تشکیل کرنا۔
- پنچایت سطح پر آڈٹ کا انتظام یقینی کرنا۔

گرام سبھاؤں کی نئی ذمّہ داریاں

- زراعت جس کے تحت زراعتی توسیع بھی ہے
- ترقی آراضی، اصلاحات آراضی پر عمل درآمد، چک بندی اور تحفظ آراضی
- چھوٹی آبپاشی، آبی انتظام اور آبی شیڈ کی ترقی
- مویشی پالن، دودھ صنعت اور مرغی پالن،
- مچھلی پالن۔
- سماجی جنگلات اور فارم جنگلات
- چھوٹی جنگلاتی مصنوعات
- چھوٹے پیمانے کی صنعتیں بشمول فوڈ پروسسنگ کی صنعتیں، کھادی، دیہی اور گھریلو صنعتیں
- دیہی رہائش گاہیں
- پینے کا پانی
- ایندھن اور چارہ
- سڑکیں، پلیاں، پُل، فیری، آبی راستے اور مواصلات کے دیگر ذرائع۔
- دیہی بجلی کاری جس کے تحت بجلی کی تقسیم بھی شامل ہے۔
- غیر روایتی ذرائع توانائی
- انسداد غریبی پروگرام تعلیم جس کے تحت ابتدائی اور ثانوی اسکول بھی آتے ہیں۔
- تکنیکی تربیت اور پیشہ ورانہ تعلیم
- تعلیم بالغان اور غیر رسمی تعلیم
- لائبریریاں، ثقافتی سرگرمیاں
- بازار اور میلے
- صحت اور صفائی ستھرائی جس کے تحت اسپتال ابتدائی صحت مراکز اور ڈسپنسریاں بھی شامل ہیں
- کنبہ بہبود، بہبودیِ نسواں و اطفال
- سماجی بہبود جس کے تحت جسمانی طور پر معذوروں اور ذہنی اعتبار سے کمزور لوگوں کی بہبود بھی شامل ہے۔
- کمزور طبقوں اور بالخصوص درج فہرست ذاتوں درج فہرست قبیلوں کی بہبود
- عوامی تقسیم نظام
- عوامی جائدادوں کا تحفظ

محکمۂ اطلاعات ورابطۂ عامہ، یو،پی۔

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

LW/NP 58 **RIZWAN** R.N. 2416/57

172/54 Mohammed Ali Lane
Gwynne Road. Lucknow - 226018

حکیم ڈاکٹر عبد العلیؒ کے مجربات سے فائدہ اٹھائیے

کبدون

جگر میں ورم ہو یا ضعف جگر۔ اس کا استعمال بہت ضروری، مثانہ کی پتھری کو ختم کرنے کے لیے چند ماہ اس دوا کا استعمال ہر مریض کے لیے بے حد مفید۔

نشکر

ذیابیطس کی کامیاب اور پُراثر دوا، مایوس آپ ہرگز نہ ہوں یہ دوا جسم کی زائد شکر اس طرح کنٹرول کرتی ہے کہ بدن میں اتنی ہی شکر کی مقدار موجود رہ جاتی ہے جتنی کہ ایک صحت مند انسان کے جسم میں ہونی چاہیے۔

ہردینا

گردے کا درد پتھری کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے۔ درد کتنا ہی شدید ہو، آرام حاصل کرنے کے لیے اور آپریشن سے بچنے کے لیے اس دوا کے استعمال کو ہرگز نہ بھولیں۔

حسنی فارمیسی ۱۴۱/۷۷، اگوئن روڈ روف مارکیٹ امین آباد، لکھنؤ

بانی: حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد نمبر (۳۷) شمارہ نمبر ۷

جولائی ۱۹۹۳ء

مجلسِ ادارت

ایڈیٹر:-

محمد حمزہ حسنی

اُمامہ حسنی

میمونہ حسنی

اسحاق حسنی ندوی

جعفر مسعود حسنی ندوی

سالانہ چندہ

برائے ہندوستان ۶۰ ساٹھ روپے

غیر ملکی ہوائی ڈاک ———— ۱۵ امریکی ڈالر

خصوصی تعاون پانچسو روپے ۵۰۰

فی شمارہ 5/ روپے

پتہ

ماہنامہ رضوان ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ (انڈیا)

مُدیر

اپنی بہنوں سے

مسلمان عورت کی ذمہ داری اپنی ذات یا اپنے شوہر کی ذات تک محدود نہیں ہے، اسی طرح اس کے فرائض وواجبات کی دنیا صرف گھر کی چہار دیواری نہیں بلکہ مسلمان عورت کی ذمہ داریاں اور فرائض بہت وسیع اور ہمہ گیر ہے —— اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتی تو قوموں کی قومیں سدھر جاتی ہیں، اور گھر اور گھر کے باہر کی فضا نیکی اور سکون وراحت سے معمور ہو جاتی ہے، دنیا فساد سے مطمئن ہو کر چین کی بنسری بجاتی ہے اور اگر مسلمان عورت اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتی تو گھر کی فضا خراب تو ہوتی ہی ہے باہر کی فضا بھی مسموم ہو جاتی ہے اور اس سے اتنے خراب نتائج نکلتے ہیں جن کا بعد میں کوئی مداوا ہو نہیں پاتا۔ آج مسلمان گھرانوں میں جو افراتفری مچی ہوئی ہے اور بڑوں سے لے کر بچوں تک جو بگاڑ پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی ذمہ داری ماؤں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے اخلاق وکردار اپنی نیک طبیعت سے اپنے شوہر اور بچوں پر اثر انداز ہوتیں تو بگاڑ کا بیج ہی نہ پڑتا اور اس کی وجہ سے اتنے تناور درخت نہ پیدا ہوتے، گھر کی فضا بھی سکون وراحت سے معمور ہوتی اور گھر کے باہر کا ماحول بھی نہ بگڑتا۔ اسلام کے نزدیک عورت مہمل یا بے جان چیز نہیں ہے کہ وہ کسی پر اثر انداز نہ ہو سکے اس کو جس طرح بھی بن پڑے ہنکایا جائے بلکہ وہ اپنے اندر گہرے اثرات رکھتی ہے، وہ صرف برائیوں کا سرچشمہ نہیں بلکہ خیر وبرکت فلاح وتقویٰ نسل انسانی کی نجات کا ذریعہ بھی ہے، وہ ایک ایسا روشن چراغ ہے جس سے تاریک سے تاریک تر اندھیرے روشن ہو جاتے ہیں، جس کی توجہ اور کوشش سے سوتی ہوئی قومیں بیدار ہو جاتی ہیں اور لڑکھڑاتی ہوئی قوموں کے قدم جم جاتے ہیں، خشک جسموں میں تر وتازہ خون دوڑنے لگتا ہے اور مردہ جسموں میں جان آجاتی ہے، لیکن یہ سب اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ خود زندہ ہو اور زندگی کے خصوصیات سے مالامال ہو، وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور اس کو پورا کرے، اس کو صرف اپنی ذات سے ہمدردی نہ ہو بلکہ عام انسانوں سے ہمدردی ہو، اس کو اپنی زندگی بنانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی زندگی سنوارنے کی فکر ہو۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری بہنیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی۔

۳ — اداریہ — اپنی بہنوں سے — مدیر
۴ — کتاب وادب — بڑی باتیں — مولانا محمد اویس ندوی
۶ — نعت رسولؐ — مولانا ابوالکلام آزاد
۷ — حدیث کی روشنی — مہمان نوازی — عمار حسنی ندوی
۸ — غزل — ڈاکٹر طفیل احمد مدنی
۳۰ — شیطانی ماحول سے واپسی — سیدہ زینب طاہر حسینی
۳۱ — آب زمزم کا کیمیائی تجزیہ — محمد شمیم اختر
۳۳ — مغربی سوسائٹی
۳۴ — سوال وجواب — محمد طارق ندوی
۹ — اسوۂ صحابہ — تجدید واصلاح — مولانا عبدالسلام ندوی
۱۱ — آزادیٔ نسواں — مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی
۲۳ — مقابلہ کا طریقہ — مولانا عبدالکریم پاریکھ
۲۴ — امریکی معاشرے کے ناسور — اختر حیات پاکستان
۲۸ — ظلم — محمد مختار اصلاحی
۳۶ — گھریلو نسخے — کینسر کی روک تھام
۳۰ — دسترخوان — نسیمہ خاتون
۳۰ — بچوں کا گوشہ — درخت کی گواہی — طالب الہاشمی

کتابِ ہدایت

مولانا محمد ادریس ندوی نگرامی

بُری باتیں

شراب، جوا، پانسہ، چڑھاوے کے بت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ (مائدہ-۱۰)

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور چڑھاوے کے بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے، سو اُن سے بچو۔

اس آیت میں چار چیزوں سے روکا گیا ہے کہ یہ شیطانی کام ہیں، مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

۱- شراب

اس سے انسان کی عقل پر اثر پڑتا ہے، صحت اور دولت برباد ہوتی ہے، شراب سے بدمست ہو کر لوگ وہ کام کرتے ہیں جو وہ ہوش کی حالت میں کبھی نہ کرتے، کتنے قتل اور کتنی لڑائیاں اسی وجہ سے ہوتی ہیں، دین اور دنیا کے کاموں سے غفلت ہو جاتی ہے، حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی مومن جب شراب پیتا ہے تو اس وقت اس کا ایمان اس سے رخصت ہو جاتا ہے، یہ بھی فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ شراب خواری بڑھ جائے گی! فرمایا خدا نے شراب پر اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، دوسروں کے لیے نچوڑنے والے، اپنے لیے نچوڑنے والے اور جس کے پاس لے جائی جائے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

۲- جوا

یہ بھی دولت کی بربادی، دین و دنیا کی تباہی اور بُرے اخلاق کی نشانی ہے۔ جس طرح شراب خور دین و دنیا کو بھلا بیٹھتا ہے اسی طرح جوا کھیلنے والا بھی اپنے نفع اور نقصان سے غافل ہو جاتا ہے اس کی ساری زندگی ناکام اور نامراد ہو جاتی ہے خدا جانے کتنے اچھے اچھے گھرانے اسی وجہ سے تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے اس سے روکا ہے۔

۳- پانسہ

یہ بھی ایک قسم کا جوا ہے، عرب کے لوگوں کے لیے سب سے بڑی دولت اونٹ ہیں۔ اس لیے وہ انھیں کے ذریعہ سے جوا کھیلتے ہیں۔ اس کی شکل یہ تھی کہ اونٹوں کو ذبح کرتے اور ان کے گوشت کو دس ٹکڑوں میں تقسیم کرتے تھے، ان ہی ٹکڑوں پر پانسہ ڈالتے تھے، پانسہ کی صورت یہ تھی کہ دس تیر مقرر کر لیتے تھے، ان میں ہر تیر کے مختلف حصے مقرر تھے اور جب جوا کھیلتے تھے تو ان کو ایک تھیلے میں ڈال کر ایک منصف آدمی کے ہاتھ میں دیتے تھے وہ ان کو گڈمڈ کر کے ایک ایک تیر کو ایک ایک شخص کے نام پر نکالتا جاتا تھا جن کے نام پر وہ تیر نکلتے تھے جن کے حصے مقرر تھے وہ کامیاب ہوتے تھے اور جن تیروں کا کوئی حصہ نہ تھا وہ جن کے نام پر نکلتے ان کو ناکامی ہوتی تھی۔ اس طرح گوشت کے جو ٹکڑے جمع ہوتے تھے ان کو فقیر اور محتاجوں اور دوستوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔

چونکہ یہ دکھاوے کی جھوٹی فیاضی تھی، اس لیے اسلام نے مسلمانوں کو اس سے بچنے کا حکم دیا۔

چڑھاوے کے بت

اسلام سے پہلے خدا کے سوا جن چیزوں کی پرستش ہوتی تھی، ان میں سے انصاب بھی ہے، یہ بن گھڑے پتھر ہوتے تھے جن کو کھڑا کر کے ان پر چڑھاوے چڑھاتے اور جانور ذبح کرتے تھے، یہ ایک مشرکانہ رسم تھی، اس لیے مسلمانوں کو اس سے الگ رہنے کا حکم ہوا۔

لپٹ کر مانگنا

لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا (بقرہ-۳۷)

وہ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔

بھیک مانگنا اسلام میں بہت برا سمجھا گیا ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ بھیک مانگتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

فرمایا جو آدمی ضرورت مند ہو کر اپنی ضرورت انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس کی ضرورت دور نہیں ہوتی ہے، لیکن جو شخص خدا کے سامنے پیش کرتا ہے ممکن ہے کہ خدا اس کو بے نیاز کر دے، خواہ موت کے ذریعہ سے ہو خواہ فوری مال کے ذریعہ سے۔

صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ زمین پر ان کا کوڑا گر جاتا تھا تو بھی کسی سے اٹھانے کو نہ کہتے تھے۔

اگر آدمی مانگنے پر مجبور ہو جائے تو اس کے لیے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اگر تم کو سوال ہی کرنا ہے تو نیک لوگوں سے سوال کرو! نیک لوگوں سے امید ہے کہ نرمی، عزت اور اچھی نیت سے سوال پورا کر دیں گے۔

حضورؐ نے فرمایا، طاقت اور سکت والے صحیح اور تندرست آدمی کے لئے بھیک مانگنا جائز نہیں۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کسی کا رسی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑی کا بوجھ اٹھانا اس سے اچھا ہے کہ وہ دوسرے سے بھیک مانگے وہ اسے دے یا نہ دے۔

ایک غریب صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیرات مانگی آپ نے فرمایا، تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا کہ ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے، آپ نے ان کو منگوا کر نیلام کیا اور ان کی قیمت سے ایک کلہاڑی خرید دی اور فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑی کاٹ لاؤ اور بیچو۔

زنا

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا (بنی اسرائیل-۴)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔

جو عورت اور مرد آپس میں ناجائز تعلق رکھتے ہیں، وہ خدا کے بڑے نافرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم زنا کے قریب نہ جاؤ! قریب نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری باتیں جن سے بے حیائی اور بدکاری پیدا ہوتی ہے، ان سے الگ رہو۔ عورت اور مرد کے ناجائز تعلق میں نگاہ کو بڑا دخل ہوتا ہے، اس لیے صاف فرمایا:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (نور-۴)

(اے پیغمبر!) ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ وہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی نظر تو ارادہ کے بغیر ہونے کی وجہ سے معاف ہے مگر دوسری دفعہ پھر نظر ڈالنا جائز نہیں۔

عورتوں کو خاص طور سے کہا گیا کہ غضِ

کو اپنے اندر کا بناؤ سنگار نہ دکھائیں اور اپنے زیور کی جھنکار کسی کو نہ سنائیں، جھنکار کے زیور نہ پہنیں، سینہ کا پردہ رکھیں، باہر نکلیں تو سارے جسم پر چادر ڈال کر نکلیں، تیز خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں بیچ راستہ سے کترا کر کنارے کنارے چلیں مرد اور عورت مل جل کر نہ بیٹھیں، کوئی مرد کسی غیر عورت سے تنہائی میں نہ ملے، یہ سب حکم اسی لیے ہے کہ مسلمان عزت اور پاکی کی زندگی بسر کریں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کی کھال قینچیوں سے کاٹی جاتی ہے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ مرد عورتیں ہیں جو زنا کے لیے بناؤ کرتے ہیں!

فرمایا، جب کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائے تو ان لوگوں پر اللہ عذاب کا آنا حلال ہو جاتا ہے۔

فرمایا زنا سے افلاس اور محتاجی پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا کہ جس نے زنا کیا، یا شراب پی، یا چوری کی تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

بُری باتوں سے بچنے کا طریقہ

لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ -

(انعام-۱۹)

بے حیائی کے کام کے قریب بھی نہ جایا کرو وہ کھلم کھلا ہو یا پوشیدہ! اللہ تعالیٰ نے کھلے اور چھپے ہر گناہ سے بچنے کا حکم دیا ہے، کھلے گناہ تو یہ ہیں کہ جیسے ڈاکہ، قتل، جھوٹ وغیرہ، اور چھپے گناہ، جیسے حسد، بغض، کینہ، غیبت وغیرہ آدمی کو ان سب گناہوں سے بچنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان گناہوں سے بچنے کا طریقہ یہ بتلایا ہے کہ جن چیزوں سے اور جن جگہوں سے یہ گناہ پیدا ہوتے ہو ہم ان جگہوں سے بچیں، ہم ان گناہوں کے پاس نہ جائیں جو آدمی دریا کے کنارے نہیں جاتا ہے وہ اس میں ڈوبتا بھی نہیں، جو آگ کے پاس نہیں جاتا وہ اس سے جلتا بھی نہیں، اسی طرح جو گناہ کی جگہ نہ جائے گا وہ اس میں پھنسے گا بھی نہیں۔ ••

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابوالکلام آزاد

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی
تو ابتدا سے طبع رواں منتہی ہوئی
ہر بیت میں جو وصفِ پیغمبر رقم ہوئی
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی
ظلمت رہی نہ پرتوِ حسنِ رسولؐ سے
بے کار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی
ساقی سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مست مئے بیخودی ہوئی
تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتاب نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی!
سالک ہے جو کہ جادۂ عشقِ رسولؐ کا
جنت کی راہ اس کے لیے ہے کھلی ہوئی!
آزادؔ اور فکر جگہ پائے گی کہاں!
الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

مہمان نوازی

عمار حسنی ندوی

وقال تعالیٰ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ○ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ○ فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ

سورہ ذاریات آیت ۲۴، ۲۵۔ ۲۶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہنچی ہے (یہ قصہ اس وقت کا ہے) جب کہ وہ مہمان ان کے پاس آئے اور ان کو سلام کیا، ابراہیمؑ نے بھی (جواب میں) سلام کیا (اور کہنے لگے) انجان لوگ ہیں پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا) لائے۔

وقال تعالیٰ۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ

سورہ ہود آیت نمبر، ۸

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ان کے پاس ان کی قوم دوڑی ہوئی آئی، اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے لوطؑ فرمانے لگے، اے میری قوم، یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہاری نفس کی کامرانی کے لیے (اچھی) خاصی ہیں سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو رسوا مت کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی معقول بھلا آدمی نہیں؟

مہمان کی عزت و احترام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ (بخاری مسلم)

تین دن کی میزبانی اس کا حق

حضرت خویلد بن عمرو (ابو شریح کعبیؓ) سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، ایک دن ایک رات کی مہمانی تو خصوصی اہتمام کے ساتھ کرے، اور کل مہمانی تین دن کی ہے، اس کے بعد مہمان پر جو خرچ ہو وہ صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ میزبان کے یہاں رکا رہے حتیٰ کہ اس کے لیے پریشانی کا باعث بنے۔

بھوکے رہ کر مہمان کو کھلانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا، آپؐ نے فرمایا۔ آج رات اس شخص کو کون مہمان بنائے گا؟ حضرات انصار میں کا ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ میں مہمانی کروں گا! اور اس شخص کو لے کر اپنی قیام گاہ گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ بیوی نے جواب دیا نہیں صرف بچوں کا کھانا ہے

انصاری نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو جب رات کا کھانا مانگیں تو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان اندر داخل ہو تو چراغ بجھا دو اور مہمان پر ایسا ظاہر کرو کہ جیسے ہم لوگ بھی کھا رہے ہیں چنانچہ سب لوگ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھا لیا اور ان دونوں نے خالی پیٹ رات گزار دی جب صبح ہوئی تو وہ انصاری خدمت نبوی میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے فرمایا رات تم دونوں نے اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا۔ (بخاری مسلم)

زائد چیز دوسروں کو دینا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک شخص اپنی سواری پر آیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سواری زائد ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زاد راہ زائد ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زاد راہ نہیں ہے۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس طرح سے بہت سے مالوں کا ذکر کیا۔ ہم لوگ یہ سمجھے کہ زائد مالوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم)

ایک دن کی مہمانی فرض ہے

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کی رات بھر کی مہمانی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو اس کے دروازے پر پہنچ جائے وہ اس پر مثل قرض کے ہے (یعنی اس کی مہمانی اس پر ضروری ہے جس طرح قرضہ کی ادائیگی) چاہے اس کو پورا کرے اور چاہے اس کو چھوڑ دے۔ (ابو داؤد)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص بھی کسی قوم کا مہمان ہو پھر وہ محروم ہو، اس کی مدد ہر مسلمان پر ضروری ہے حتیٰ کہ رات بھر کی مہمانی اس کی کھیتی اور مال سے بغیر اجازت لے سکتا ہے۔

غزل

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

تری جنت میں پوشیدہ خزانوں تک بھی پہنچیں گے
زمیں کے رہنے والے آسمانوں تک بھی پہنچیں گے

مقرر کر دیے تھے جو ازل میں دست قدرت نے
ہمارے تیر اک دن ان نشانوں تک بھی پہنچیں گے

تصور بھی پہنچ سکتا نہ ہو جن کی بلندی تک
یہ شاہینوں کے بچے ان چٹانوں تک بھی پہنچیں گے

نہیں پابند محلوں کے ہوا کے نرم رو جھونکے
یہ بام قصر سے کچے مکانوں تک بھی پہنچیں گے

کچھ اپنے عہد کے حالات بھی ان میں رقم کر دو
کہ یہ اشعار آئندہ زمانوں تک بھی پہنچیں گے

زمانے میں جنھیں عشق و وفا کی جستجو ہو گی
وہ اہل دل ہماری داستانوں تک بھی پہنچیں گے

چمن کو آگ دے دینا تو آساں ہے بہت یارو
مگر شعلے تمھارے آشیانوں تک بھی پہنچیں گے

نئی تہذیب کے یہ لال، کالے، کیسری دھبے
خبر کیا تھی طفیل اپنے گھرانوں تک بھی پہنچیں گے

تجدید و اصلاح

(قسط ۳۰)

مولانا عبد السلام ندوی مرحوم

عقائد و اعمال کی تجدید اور مذہب اور اخلاق کی اصلاح صحابہ کرام کا سب سے بڑا فرض ہے اور انھوں نے ہر موقع پر نہایت سرگرمی کے ساتھ اس مقدس فرض کو ادا کیا۔

رسوم جاہلیت کا انسداد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جاہلیت کے جن عقائد و اعمال کو مٹا دیا تھا جب وہ کبھی رونما ہوتے تھے تو صحابہ کرامؓ نہایت سختی کے ساتھ ان کی مخالفت کرتے تھے، جاہلیت کے زمانہ میں بچوں کے سرہانے استرا رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے ذریعہ سے بچے جنون کے آسیب سے محفوظ رہیں گے، حضرت عائشہؓ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

عرب میں قاعدہ تھا کہ مردے کی لاش پر نوحہ کرتے تھے، اسلام نے اس کی ممانعت کی لیکن بعد کو کوفہ والوں نے جاہلیت کی اس رسم کو تازہ کیا اور قرظہ بن کعب کی لاش پر اسی طریقہ سے نوحہ بکا کیا، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو معلوم ہوا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من ینح علیہ فانہ یعذب بما ینح علیہ یوم القیامۃ

جس شخص پر نوحہ کیا گیا اس پر قیامت کے دن اس کی وجہ سے عذاب کیا جائے گا۔

ایک بار حضرت ابو بکرؓ نے ایک عورت کو دیکھا کہ خاموش ہے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ اس نے خاموش حج کیا ہے، اس کو فوراً ممانعت کی اور کہا کہ یہ جائز نہیں ہے یہ جاہلیت کا کام ہے۔

حضرت عروہ بن مسعودؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے واپس ہو کر اپنے وطن طائف آئے تو ان کے قبیلے کے تمام لوگ ملاقات کو آئے اور جاہلیت کے طریقے پر سلام کیا انھوں نے اس پر سختی سے اعتراض کیا اور کہا کہ تم کو اہل جنت کی طرح سلام کرنا چاہیے۔

شرک و بدعت کا استیصال

خلفائے راشدینؓ کے عہد تک یہ معمول تھا کہ خطبۂ عیدین نماز کے بعد دیا جاتا تھا لیکن جب مروان نے اس سنت کو بدل دیا اور خطبہ کے بعد نماز پڑھانا شروع کی تو اسی وقت ایک شخص نے مخالفت کی اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس کی تائید کی، دوسرے سال مروان عیدگاہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے آیا اور ان کو پہلے منبر کی طرف لے جانا چاہا لیکن انھوں نے اس کو نماز کے لیے گھسیٹا اور کہا کہ ابتدا نماز کیا ہوئی؟ اس نے کہا آپ کو اس مسئلہ میں جو کچھ معلوم ہے وہ تو ترک کر دیا گیا لیکن انھوں نے تین بار فرمایا کہ مجھ کو جو کچھ معلوم ہے تم اس سے بہتر روش قائم نہیں کر سکتے۔

صحابہ کرامؓ کو بدعات و محدثات کے استیصال کا اس قدر خیال تھا کہ نہایت چھوٹی چھوٹی باتوں پر دار و گیر کرتے تھے ایک بار حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ کے صاحبزادے نے نماز میں سورہ فاتحہ کے ابتدا میں بسم اللہ پڑھ لیا انھوں نے سنا تو فوراً بول اٹھے کہ بیٹا یہ بدعت ہے اس سے بچو۔

شرک و بدعات کی تولید اکثر مذہبی عظمت سے ہوتی ہے جس کے مظہر صحابہ کرام کے زمانہ میں نہایت کثرت سے موجود تھے لیکن جب کبھی صحابہ کرام کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اس عظمت کا عملی اعتراف شرک و بدعت کی صورت اختیار کر لے گا تو فوراً اس کی مخالفت کی، ایک بار حضرت عمرؓ سفر حج سے واپس آ رہے تھے راستہ میں دیکھا کہ لوگ ایک مسجد کی طرف دوڑے ہوئے جا رہے ہیں، پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا "ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی" بولے تم سے پہلے اہل کتاب اسی طرح مشرک ہو گئے، جس کو نماز پڑھنا ہو وہ نماز پڑھے ورنہ آگے بڑھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے تک شجر الرضوان قائم تھا اور لوگ تبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آتے تھے، یہ دیکھ کر انھوں نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا مسلمانوں میں غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پرانا غلاف چرا چھپا کر خادموں کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہیں اور اس کو تبرک سمجھ کر گھر لے آتے ہیں اس کو مکانوں میں رکھتے ہیں دوستوں کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہیں، قرآن میں رکھتے ہیں مسجدوں میں لٹکاتے ہیں اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہیں، لیکن قرن اول میں یہ حالت نہ تھی، متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانوں کے مصرف کا نہ رہے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلید بردار تھے، حضرت عائشہؓ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول نے اس کا حکم نہ دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے سوء اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اس لیے شیبہ سے کہا "یہ تو اچھی بات نہیں تم برا کرتے ہو، جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں تم کو چاہیئے کہ بیچ ڈالا کرو اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔

اصلاح اخلاق

اسلام میں ہر مصلح اخلاق کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ خالص اسلامی اخلاق کو قائم رکھے اور ان کو غیر قوموں کے اخلاق کے ساتھ مخلوط نہ ہونے دے، دوسرے یہ کہ جو اخلاق اصول مذہب، اصول انسانیت اور اصول شرافت کو صدمہ پہنچاتے ہیں ان کا استیصال کرے، صحابہ کرام نے اپنے دور خلافت میں یہ دونوں فرض نہایت مستعدی کے ساتھ ادا کیے۔ حضرت عمرؓ نے تمام عمال کو تحفظ اخلاق عرب کی ہدایت فرمائی اور لکھا کہ

ادنوا الخیل وانتلوا وایاکم واخلاق الاعاجم وان لاتجلسوا علی مائدۃ یشرب علیھا الخمر ولا یحل لمومن ولا مومنۃ دخل الحمام الا بمیزرا لامن سقم

گھوڑوں کو قریب رکھو، تیر اندازی کرو اور اخلاق عجم کے اختیار کرنے اور ایسے دسترخوان پر بیٹھنے سے جس پر شراب پی جائے احتراز کرو، کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی بیماری کے حمام میں بلاتہ بند باندھے نہائے۔

فتوحات عجم کے بعد نرد بازی، شطرنج بازی، مرغ بازی وغیرہ تضیع اوقات کے کھیل ملک میں پھیلے تو صحابہ کرام نے اس پر شدت کے ساتھ دارو گیر کی، حضرت عائشہؓ کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے ان کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہیں تو سخت برافروختہ ہوئیں، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دوگے تو میں اپنے گھر سے نکلوا دوں گی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے خاندان میں کسی کو نرد کھیلتے ہوئے دیکھتے تو اس کو مارتے اور نرد توڑ ڈالتے، ایک بار کچھ لوگ شطرنج کھیل رہے تھے، حضرت علیؓ نے دیکھا تو فرمایا

ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون

"یہ تصویریں کیا ہیں جن کے سامنے تم نے سر جھکا لیا ہے" ••

مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی پاکستان

آزادی نسواں

خواتین نے کیا کھویا کیا پایا؟

عورت کے لیے "حجاب" اور "پردہ" کیوں ضروری ہے اور اس کے شرعی احکام کیا ہیں اور یہ بات اس وقت تک ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عورت کے اس دنیا میں آنے اور اس کے پیدا کیے جانے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

تخلیق کا مقصد

آج مغربی افکار کی یورش میں یہ پروپیگنڈہ ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے اندر عورت کو نقاب اور پردے میں رکھ کر گھونٹ دیا گیا ہے اس کو چار دیواری کے اندر قید کر دیا گیا ہے، لیکن یہ سارا پروپیگنڈہ درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد معلوم نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر اس بات پر ایمان ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، انسان کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، مرد اور عورت دونوں کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اگر خدانخواستہ اس پر ایمان نہ ہو تو پھر بات آگے نہیں چل سکتی اور اس زمانے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور لادینیت کے میدان میں روز بروز آگے بڑھتے جا رہے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں اور علامات دکھا رہے ہیں جس سے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہو رہے ہیں۔ کل کے اخبار میں تھا کہ اس وقت کے سب سے بڑے سائنسداں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ آثار اور علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کائنات ایک دھماکہ سے پیدا ہوئی ہے یہ اس وقت کے سب سے بڑے سائنسداں کے الفاظ ہیں جو کل کے اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ بہرحال اگر اللہ پر ایمان ہے اور یہ پتہ ہے کہ اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور مرد کو بھی اس نے پیدا کیا اور عورت کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اب پیدائش کا بھی مقصد اسی سے پوچھنا چاہیے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا؟ اور عورت کو کیوں پیدا کیا اور دونوں کی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

مرد اور عورت دو مختلف صنفیں

یہ نعرہ تو آج بہت زور و شور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے اور مغربی افکار نے یہ پروپیگنڈہ ساری دنیا میں کر دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اگر مرد اور عورت دونوں ایک ہی جیسے کام کے لیے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

مرد کا جسمانی نظام اور ہے، عورت کا جسمانی نظام اور ہے، مرد کا مزاج اور ہے، اور عورت کا مزاج اور ہے، مرد کی صلاحیتیں اور ہیں، عورت کی صلاحیتیں اور ہیں، اللہ تعالیٰ نے دونوں صنفیں اس طرح بنائی ہیں کہ دونوں کی تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لیے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد اور عورت میں فرق ہے۔ دنیا فیشن مرد اور عورت کے اس فطری فرق کو مٹانے کی جتنی کوشش چاہے کر لے اور اس طرح کہ عورتوں نے مردوں جیسا لباس پہننا شروع کر دیا اور مردوں نے عورتوں جیسا لباس پہننا شروع کر دیا۔ عورتوں نے مردوں جیسے بال رکھنے شروع کر دیے اور مردوں نے عورتوں جیسے بال رکھنے شروع کر دیے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مرد اور عورت دونوں کا جسمانی نظام مختلف ہے دونوں مختلف صنفیں ہیں دونوں کے انداز زندگی مختلف ہیں، ان دونوں کی صلاحیتیں مختلف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے پوچھنے کا ذریعہ پیغمبرؑ

لیکن یہ کس سے معلوم کیا جائے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا اور عورت کو کیوں پیدا کیا گیا ظاہر ہے کہ اس کا جواب یہی ہوگا کہ جس ذات نے پیدا کیا ہے اس سے پوچھ کہ آپ نے مرد کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے؟ اور عورت کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا؟ اور اس سے پوچھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس نے جو پیغمبر اور رسولؑ دنیا میں بھیجے ہیں جن کے ذریعے اپنے احکام دنیا تک پہنچائے ہیں وہ حضرات انبیاء اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

انسانی زندگی کے دو شعبے

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت انسانی زندگی دو شعبوں پر منقسم ہے ایک گھر کے اندر کا ہے اور ایک گھر کے باہر کا شعبہ ہے۔ یہ دونوں شعبے ایسے ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ لیے بغیر ایک متوازن اور معتدل زندگی نہیں گذاری جاسکتی۔ گھر کا انتظام بھی ضروری ہے اور گھر کے باہر کا انتظام بھی یعنی کسب معاش اور روزی کمانے کا انتظام بھی ضروری ہے۔ جب دونوں کام ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھیک چلیں گے تب انسان کی زندگی استوار ہوگی اور ان میں اگر ایک ختم ہوگیا یا نقص ہوگیا تو اس سے انسان کی زندگی میں توازن ختم ہو جائے گا۔

مرد اور عورت کے درمیان تقسیم کار

ان دونوں شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ توجیہ فرمائی کہ مرد کے ذمہ گھر کے باہر کے کام لگائے مثلاً کسب معاش اور روزی کمانے کا کام سیاسی اور سماجی کام وغیرہ یہ سارے کام درحقیقت مرد کے ذمہ عائد کیے ہیں اور گھر کے اندر کا شعبہ اللہ اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حوالے کیا ہے۔ لیکن اگر عقل کے ذریعے انسان کی فطری تخلیق کا جائزہ لیں تو پھر اس کے سوا اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ مرد اور عورت کے درمیان اگر تقابل کر کے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جسمانی قوت جتنی مرد میں ہے اتنی عورت میں نہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد میں عورت کے بہ نسبت جسمانی قوت زیادہ رکھی ہے اور گھر سے باہر کے کام قوت کا تقاضہ کرتے ہیں۔ محنت کا تقاضہ کرتے ہیں وہ کام قوت اور محنت کے بغیر نہیں کیے جاسکتے لہٰذا اس فطری تخلیق کا بھی تقاضہ یہی تھا کہ گھر کے باہر کے کام مرد انجام دے اور گھر کے اندر کے کام عورت کے سپرد ہوں۔

عورت گھر کا انتظام سنبھالے

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو براہ راست خطاب فرمایا ان کے واسطے سے ساری مسلمان خواتین سے خطاب فرمایا وہ یہ ہے کہ "یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو" اس میں صرف اتنی بات نہیں کہ عورت کو ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے بلکہ اس آیت میں ایک بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ ہم نے عورت کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ گھر میں قرار سے رہ کر گھر کے انتظام کو سنبھالے۔

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان تقسیم کار

یہی وجہ کہ حضرت فاطمہؓ آنحضرتؐ کی چہیتی صاحبزادی کا نکاح جب آپ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ سے ہوا تو نکاح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بٹھا کر یہ تقسیم کار فرما دی کہ اے علیؓ گھر کے باہر کے جتنے کام ہیں وہ تمہارے ذمے ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ گھر کے کاموں کی دیکھ بھال فرماتیں اور حضرت علیؓ گھر کے باہر کے کاموں کی دیکھ بھال فرماتے اور یہی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی۔

عورت کو کس لالچ پر گھر سے باہر نکالا گیا

اللہ اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تقسیم فرمادی کہ گھر کا کام عورت اور گھر کے باہر کا کام مرد کرے اور یہی فطری تقسیم کار تھی اور اسی پر ایک زمانہ تک عمل چلا آرہا تھا اور یہ تقسیم کار صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی یہی طریقہ کار تھا لیکن جب سے مغرب کے اندر صنعتی انقلاب رونما ہوا اس وقت سے الٹی گنگا بہنی شروع ہوئی اس میں عورت کو یہ کہہ کر بیوقوف بنایا گیا کہ باہر کے سارے کام اور سارے عہدے مرد نے حاصل کر لیے ہیں اور تمہیں گھر کی چار دیواری میں گھونٹ دیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ جس زمانے میں صنعتی انقلاب رونما ہوا تو مغربی مرد کے سامنے دو مشکلات تھیں ایک یہ کہ اس کو اپنی تجارت اور معیشت کو چلانے کے لیے زیادہ محنت اور زیادہ پیسے کمانے کی ضرورت تھی اب اس کو اپنا پیٹ پالنا اور اپنے لیے کمانا بھی مشکل ہو رہا تھا چہ جائے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچ بھی اٹھائے لہٰذا اس کو یہ بات ناگوار ہوتی تھی کہ میں اپنے علاوہ اپنی بیوی کا خرچ بھی اٹھاؤں دوسری طرف تجارت کے لیے کئی کئی مہینوں کے لیے سفر کرنے پڑتے تھے اور ان سفر میں عورت کا قرب میسّر نہیں آتا تھا۔ اب اس مرد نے ان دونوں مشکلات کا یہ حل نکالا کہ عورت کو جا کر یہ پٹی پڑھائی کہ تمہیں گھر کی چار دیواری میں بند کر دیا گیا ہے۔ تم یہ آواز بلند کرو کہ ہمیں مردوں کے شانہ بشانہ، مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہیے اور گھر سے باہر نکلنا چاہیے یہ کیا وجہ ہے کہ صرف مرد ہی افسر بنتا ہے عورت افسر نہیں بنتی۔ صرف مرد کیوں حکومت کا سربراہ بنتا ہے، عورت کیوں نہیں بنتی اس طریقے سے عورت کو "تحریک آزادی نسواں" کا سبق پڑھایا گیا اور اس نام سے اس تحریک کو ساری دنیا میں متعارف کرایا گیا اور اس تحریک کے نتیجے میں عورت دھوکے میں آگئی اور اس نے یہ تحریک شروع کی اور اس کے نتیجے میں وہ گھر سے باہر نکلی۔

گھر سے باہر نکلتے وقت اس کو یہ لالچ دی گئی کہ جب تم گھر سے باہر نکلو گی تو تمہاری حکومت ہوگی۔ تم حکومت کی سربراہ بھی بنو گی تم پارلیمنٹ کی ممبر بھی بنو گی اور تم دنیا کے سارے اعلیٰ مناصب تک پہنچ سکتی ہو لیکن آپ تاریخ کا مشاہدہ کر کے دیکھ لیں کہ اب تک کتنی عورتیں سربراہ حکومت بنیں اور کتنی عورتیں

کسی اعلیٰ منصب پر پہنچیں؟ چند گنی چنی عورتوں کے سوا وہ منصب وہ اعزاز کسی کو حاصل نہ ہو سکا لیکن اس کے دھوکے میں لاکھوں عورتوں کو سڑکوں پر گھسیٹ دیا گیا اور آج دنیا کا بدترین سے بدترین کام عورت کے سپرد ہے آج ہوٹلوں میں دوسروں کی ناز برداری عورت کرتی ہے ویٹر اگر ہے تو وہ عورت ہے سیلز گرل اگر بنتی ہے تو عورت بنتی ہے سڑکوں پر جھاڑو دے رہی ہے تو وہ عورت دے رہی ہے اور اگر اس کو زیادہ عزت کا منصب نصیب ہوا ہے تو وہ کسی دفتر میں سیکرٹری بن گئی ہے ٹائپسٹ یا اسٹینو ٹائپسٹ بن گئی ہے جہاں وہ اپنے افسران کی ناز برداری کر رہی ہے

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ یہ ہے کہ اگر عورت اپنے گھر میں اپنے لیے اپنے شوہر کے لیے، اپنے بچوں کے لیے کھانا تیار کرتی ہے یا کھانے کا انتظام کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی اور دقیانوسیت اور اگر وہی عورت جہاز کے اندر ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے اس کا نام آزادی اور جدت پسندی ہے اور اگر وہی عورت اپنے گھر میں رہ کر اپنے گھر والوں کے لیے کام کرتی ہے تو اس کو دقیانوسیت قرار دے دیا گیا اور وہی کام اگر ہوٹل میں ویٹر بن کر کر رہی ہے تو اس کو آزادی اور جدت پسندی کا نام دے دیا گیا ہے اور اس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ہم نے عورت کو باہر نکال کر آزادی دے دی ہے۔ آج نیچ سے نیچ کام اور ذلیل سے ذلیل کام عورت کے سپرد کر دیا گیا ہے اور اس لالچ میں لاکھوں عورتوں کو دھکیل دیا گیا کہ مردوں کے دوش بدوش کام کریں۔

آج فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے

اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کا ذمہ دار بنایا تھا، گھر کی منتظمہ بنایا تھا تاکہ وہ فیملی سسٹم استوار رکھ سکے لیکن جب وہ گھر سے باہر آ گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ باپ بھی باہر اور ماں بھی باہر اور بچے اسکول میں یا نرسری میں اور گھر پر تالا پڑ گیا اب فیملی سسٹم تباہ اور برباد ہو کر رہ گیا عورت کو تو اس لیے بنایا گیا تھا کہ جب وہ گھر میں رہے گی تو گھر کا انتظام بھی وہی کرے گی اور بچے اس کی گود میں تربیت پائیں گے ماں کی گود بچے کے لیے سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے وہیں سے وہ اخلاق سیکھتے ہیں، وہیں سے وہ کردار سیکھتے ہیں، وہیں سے زندگی گزارنے کے طریقے سیکھتے ہیں، لیکن آج مغربی معاشرے میں بچوں کو ماں باپ کی شفقت میسر نہیں اور فیملی سسٹم درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے اور جب عورت دوسری جگہ کام کر رہی ہو اور مرد دوسری جگہ کام کر رہا ہے اور دونوں کے درمیان دن بھر میں کوئی رابطہ نہیں ہے تو بسا اوقات ان دونوں کا آپس میں رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے اور ٹوٹنے لگتا ہے اور اس کی جگہ ناجائز رشتے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے طلاق تک نوبت پہنچتی ہے گھر برباد ہو جاتا ہے۔

عورت کے بارے میں "گورباچوف" کا نظریہ

اگر یہ باتیں صرف میں کہتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ سب باتیں آپ تعصب کی بنا پر کہہ رہے ہیں لیکن اب سے چند سال پہلے سوویت یونین کے آخری صدر "میخائل گورباچوف" نے ایک کتاب لکھی ہے "پروسٹرائیکا" آج یہ کتاب ساری دنیا میں مشہور ہے اب شائع شدہ شکل میں موجود ہے اس کتاب میں گورباچوف نے "عورتوں کا مرتبہ" کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے اس میں اس نے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات لکھی ہے۔

"ہماری مغربی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بے شک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کیے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا اس لیے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصانات اٹھانا پڑے ہیں وہ نقصانات ان فوائد سے زیادہ ہیں۔ جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں اپنے ملک میں "پروسٹرائیکا" کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں اس میں میرا ایک بہت بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے اس کو واپس گھر میں کیسے لایا جائے؟ اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے اسی طرح ہماری پوری قوم تباہ ہو جائے گی"

یہ الفاظ میخائل گورباچوف نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں وہ کتاب آج بھی بازار میں دستیاب ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

روپیہ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں

اس فیملی سسٹم کی تباہ کاری کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے عورت کے مقصد تخلیق کو نہیں جانا کہ عورت کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ گھر کے نظام اور فیملی سسٹم کو استوار کرے آج کے معاشی دور کے ساری کوششوں کا حاصل یہ ہے کہ روپیہ پیسہ زیادہ ہو جائے لیکن یہ تو بتاؤ کہ کیا یہ روپیہ پیسہ بذات خود کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ اگر آپ کو بھوک لگ رہی اور آپ کے پاس پیسہ موجود ہو تو آپ اس کو کھا کر بھوک مٹا لیں گے؟ اگر آپ کو پیاس لگ رہی ہو تو روپے کو پانی کی طرح پی کر پیاس بجھا لیں گے؟ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ذریعے ضرورت کی چیزیں مہیا کر کے آدمی سکون حاصل نہ کرے اس وقت تک روپیہ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں ہے۔

ایک یہودی کا عبرتناک واقعہ

ایک بزرگ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ پہلے زمانے میں ایک یہودی بہت بڑا مالدار اور سرمایہ دار تھا اس زمانے میں لوگ اپنی دولت زیر زمین خزانے بنا کر اس میں رکھا کرتے تھے، تو اس یہودی نے خزانے میں سونا چاندی کے انبار کا ڈھیر جمع کیا ہوا تھا ایک مرتبہ وہ یہودی اپنے خزانوں کا خفیہ طور پر معائنہ کرنے کے لیے گیا اور جب اندر گیا تو اس چوکیدار کو بھی اطلاع نہیں کی جس کو وہاں خزانے پر اس نے مقرر کیا تھا تاکہ یہ دیکھے کہ وہ چوکیدار تو کہیں خیانت نہیں کر رہا ہے اور اس خزانے کے دروازے کا سسٹم ایسا تھا کہ وہ اندر سے بند ہو جاتا ہے لیکن کھل نہیں سکتا تھا، صرف باہر سے ہی کھل سکتا تھا اب اس نے بے خیالی میں دروازہ اندر سے بند کر دیا اب کھولنے کا کوئی راستہ نہیں تھا باہر چوکیدار یہ سمجھتا رہا کہ خزانہ بند ہے اور اس کے ذہن میں یہ تصور بھی نہیں تھا کہ خزانے کا مالک اندر ہے اب وہ اندر جا کر خزانہ کی تفتیش کرتا رہا اور جب دیکھ بھال سے فارغ ہو کر واپس باہر نکلنا چاہا تو باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اب وہاں پر قید ہے بھوک لگ رہی ہے اور خزانہ سارا موجود ہے لیکن بھوک نہیں مٹا سکتا، پیاس لگ رہی ہے اور خزانہ سارا موجود ہے لیکن پیاس نہیں بجھا سکتا، رات کو نیند آ رہی ہے اور خزانہ سارا موجود ہے لیکن بستر فراہم نہیں کر سکتا حتیٰ کہ جتنے دن بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا تھا زندہ رہا اور پھر اسی خزانہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ تو یہ روپیہ پیسہ اپنی ذات میں انسان کو نفع پہنچانے والی چیز نہیں جب تک کہ نظام درست نہ ہو

اور جب تک راستہ درست نہ ہو۔

گنتی میں دولت کی زیادتی

آج دنیا یہ کہتی ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر نکال لیں گے تو ہمیں ورکر زمہیا ہوں گے اور اس کے نتیجے میں پروڈکشن زیادہ ہوگی اور دولت زیادہ ہوگی تو یہ بات ٹھیک ہے کہ گنتی میں تو دولت زیادہ ہو جائے گی لیکن جب تمہارا فیملی سسٹم تباہ ہوگیا اور جس کے نتیجے میں تمہاری قومی ترقی کا راستہ بند ہوگیا یہ کتنا بڑا نقصان ہوگیا۔

دولت کمانے کا مقصد

اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے عورت کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ زندگی کی یہ اہم ترین خدمت انجام دے کہ وہ اپنی فیملی کے سسٹم کو استوار کرے اور اپنے گھر کو سنبھالے اس کے تو کوئی معنی نہیں کہ گھر اجڑا پڑا ہو اور ساری ترجیحات باہر کے کاموں میں صرف ہو رہی ہیں باہر رہ کر انسان جو کچھ کماتا ہے وہ تو اس لیے کماتا ہے کہ گھر کے اندر آکر انسان سکون حاصل کرے لیکن اگر گھر کا سکون تباہ ہے تو پھر اس نے جتنی کچھ کمائی کی وہ کمائی بے کار ہے۔

بچے کو ماں کی ممتا کی ضرورت

اس لیے گھر کے نظام کو استوار کرنے کے لیے اور بچوں کی صحیح تربیت کے لیے اور بچوں کو صحیح نہج پر بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرائض عورت کے سپرد کیے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک بچہ ماں اور باپ دونوں کا ہوتا ہے لیکن جتنا پیار اور جتنی ممتا اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں رکھی ہے باپ کے دل میں اتنی نہیں رکھی اور بچے کو جتنا پیار اپنی ماں سے ہوتا ہے اپنے باپ سے اتنا نہیں ہوتا اور جب بچے کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ چاہے کسی بھی جگہ پر ہو وہ فوراً ماں کو پکارے گا باپ کو نہیں پکارے گا اس لیے کہ وہ جانتا ہے ماں میری مصیبت کا علاج کر سکتی ہے اور اسی محبت کے رشتے سے بچے کی تربیت ہوتی ہے اور جو کام ماں انجام دے سکتی ہے وہ باپ انجام نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی باپ چاہے کہ میں ماں کی مدد کے بغیر بچے کی پرورش خود کر لوں تو باپ کے لیے یہ بات ممکن نہیں تجربہ کر کے دیکھ لیے۔ آج کل لوگ بچوں کو نرسریوں کے اندر پالتے ہیں یاد رکھو کہ کوئی بھی نرسری بچے کو ماں کی ممتا فراہم نہیں کر سکتی۔ بچے کو کسی پولٹری فارم قسم کے ادارے کی ضرورت نہیں بلکہ بچے کو ماں کی ممتا اور اس کی شفقت کی ضرورت ہے اور ماں کی ممتا اور اس کی شفقت کو حاصل کرنے کے لیے یہ لازم ہے کہ عورت گھر کا نظام سنبھالے اگر کوئی عورت گھر کا نظام نہیں سنبھال رہی ہے تو وہ فطرت سے بغاوت کر رہی ہے اور فطرت سے بغاوت کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو اس وقت آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

آزادانہ میل جول کے نتائج

بہرحال عورت کے گھر سے باہر نکلنے سے ایک خرابی تو یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے دل میں عورت کی کشش رکھی ہے اور عورت کے دل میں مرد کی کشش رکھی ہے یہ فطری بات ہے آپ اس پر کتنے بھی پردے ڈال لیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ جب ان دونوں کے درمیان آزادانہ میل جول ہوگا اور آزادانہ اجتماع ہوگا تو وہ کشش جو انسان کے اندر فطری طور پر موجود ہے کسی نہ کسی وقت رنگ لا کر گناہ پر آمادہ کرے گی اور جب مرد اور عورت کا آزادانہ میل جول ہوگا اور ہر وقت میل ملاپ ہوگا اور ہر وقت ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو اس کے نتیجے میں وہ یقیناً گناہ کی طرف بڑھیں گے آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مغربی سوسائٹی کا طرز کیا ہے وہاں مرد

اور عورت کا آزادانہ میل جول کے نتیجے میں کیا ہو رہا ہے۔

ان ممالک میں کوئی مرد یا عورت ناجائز طریقے سے اپنی جنسی تسکین کرنا چاہے تو اس کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں کوئی قانون ان کو روکنے والا نہیں ہے۔ کوئی معاشرہ ان کو روکنے والا نہیں۔ کوئی معاشرتی رکاوٹ ان پر عائد نہیں اس کے باوجود ان ممالک میں زنا بالجبر کے واقعات ساری دنیا سے زیادہ ہو رہے ہیں کل ہی کے اخبار میں، میں نے پڑھا کہ

"امریکہ میں ہر ۴۶ ویں سیکنڈ پر ایک زنا بالجبر کا واقعہ رونما ہوتا ہے اب بتایئے کہ جس ملک میں رضامندی کے ساتھ جنسی خواہش پوری کرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے اس کے باوجود زنا بالجبر اتنی کثرت سے ہو رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟"

وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان اپنی فطری حدود سے باہر نکل گیا ہے۔ جب تک انسان فطری حدود کے اندر رہ کر جنسی خواہشات کی تسکین کا راستہ اختیار کرے گا، اس وقت تک انسان جنسی خواہشات کی تکمیل کے ذریعہ سکون حاصل کرے گا لیکن جب وہ فطری حدود سے آگے بڑھے گا تو پھر وہ جنسی خواہش ایک نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر وہ ایسی بھوک ہے جو کبھی نہیں مٹے گی اور ایسی پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھے گی اور اس کے بعد پھر انسان کسی ایک حد پر جا کر قانع نہیں ہوتا بلکہ وہ مزید کا طلب گار رہے گا۔

اس لیے مرد اور عورت کا آزادانہ میل جول کا یہی نتیجہ ہوگا جو آپ دیکھ رہے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس حکم سے بغاوت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا کہ "اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔" آج یہ حکم چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل پڑے ہیں۔

ضرورت کے وقت گھر سے باہر جانے کی اجازت

البتہ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر عورت بھی ایک انسان ہے اس کو بھی گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس کے دل میں بھی گھر سے باہر نکلنے کی خواہش ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کرے اور بعض کو اپنی ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لیے بھی باہر نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض اوقات اس کو جائز تفریح کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اس کو ان کاموں کے لیے گھر سے باہر جانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ جو حکم ہے کہ گھر میں قرار سے رہو، اس کا یہ مطلب نہیں کہ گھروں میں تالا لگا کر اس کو اندر بند کر دیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ضرورت کے وقت وہ گھر سے باہر بھی جا سکتی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے عورت پر کسی زمانے میں بھی روزی کمانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی شادی سے پہلے اس کی مکمل کفالت باپ کے ذمہ ہے اور شادی کے بعد اس کی تمام تر کفالت شوہر کے ذمہ ہے لیکن جس عورت کا نہ باپ ہو اور نہ شوہر ہو، اور نہ معاشی ضرورت کے لیے ذریعہ موجود ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو معاشی ضرورت کے لیے گھر سے باہر جانا پڑے گا اس صورت میں باہر جانے کی اجازت ہے۔ اسی طرح اگر کسی سے ملنے کے لیے جانے کی ضرورت ہو اس کے لیے باہر جانے کی اجازت ہے بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا جائز تفریح کے لیے گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ بھی لے گئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے جواب میں فرمایا۔ کیا عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے یا نہیں؟ چونکہ وہ زمانہ سادگی اور بے تکلفی کا تھا اور اس وقت ان کے ذہن میں حضرت عائشہ کو بلانے کا ارادہ نہیں تھا اس لیے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ یارسول اللہ! میں صرف آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صاف جواب دے دیا۔ "اگر عائشہ رضؓ کی دعوت نہیں تو میں بھی نہیں آتا" کچھ عرصہ کے بعد وہ صحابی پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پھر وہی سوال کیا کہ "کیا عائشہ رضؓ کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے یا نہیں؟" انہوں نے پھر وہی جواب دے دیا کہ یارسول اللہ! صرف آپ کی دعوت ہے۔ آپ نے پھر انکار فرما دیا کہ پھر میں بھی نہیں جاؤں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ آکر پھر دعوت دی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ میری دعوت قبول فرمالیں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے؟ اب کی مرتبہ انہوں نے کہا کہ نعم! یارسول اللہ! جی ہاں یارسول اللہ! حضرت عائشہ رضؓ کی بھی آپ کے ساتھ دعوت ہے آپ نے فرمایا اب میں دعوت قبول کرتا ہوں۔

روایت میں تو اس کی صراحت نہیں البتہ بعض علماء نے لکھا کہ عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا کہ جب کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو آپ ضرور حضرت عائشہ رضؓ کو ساتھ لے جانے کی شرط لگاتے بلکہ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو آپ اس کو قبول فرما لیتے تھے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر جو صحابی آپ کی دعوت کر رہے تھے شاید ان کے دل میں حضرت عائشہ رضؓ کی طرف سے کوئی میل اور کدورت ہو گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس کدورت کو دور کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ نے بار بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے جانے کی شرط لگائی۔

جائز تفریح کی ضرورت

یہ دعوت مدینہ طیبہ میں نہیں تھی بلکہ مدینہ طیبہ سے باہر کچھ فاصلے پر ایک بستی میں تھی اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ کو لے کر چلے اور راستے میں ایک کھلا میدان آیا جس میں کوئی دوسرا کوئی شخص موجود نہیں تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا کہ اگر تم دوڑ لگانا چاہو تو دوڑ لگاؤ اور ان کے ساتھ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوڑ لگائی اب ظاہر ہے کہ دوڑ لگانا ایک جائز تفریح تھی تو اس جائز تفریح کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام فرمایا اس لیے ایک خاتون کو اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے تو اس قسم کی تفریح کی اجازت ہے بشرطیکہ جائز حدود میں ہو۔

زیب و زینت کیساتھ نکلنا جائز نہیں

تو باہر نکلنے کے لیے یہ شرط لگا دی کہ حجاب کی پابندی ہونی چاہیے اور اس طرح علی الاعلان اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے نہ نکلو اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اگلا جملہ ارشاد فرمایا۔

"اگر کبھی نکلنے کی ضرورت ہو تو اس طرح زیب و زینت کے ساتھ نمائش کرتی ہوئی نہ نکلو جیسا کہ جاہلیت کی عورتیں نکلا کرتی تھیں اور ایسی آرائش اور زیب و زینت کے ساتھ نہ نکلو جس سے لوگوں کی توجہات ان کی طرف مائل ہوں بلکہ حجابات کی پابندی کے ساتھ پردہ کر کے نکلو اور جسم ڈھیلے ڈھالے لباس میں چھپا ہوا ہو" ہمارے زمانے میں تو برقع کا رواج ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چادریں استعمال ہوتی تھیں اور وہ چادر سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کو چھپا لیتی تھیں خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت تو دی گئی لیکن اس کے باہر نکلنے سے فتنے کا جو اندیشہ ہے اس فتنے کا سد باب پردہ کے ذریعہ ہو جائے اس لیے حجابات کا حکم عائد کیا گیا۔

پردہ کا حکم صرف ازواج مطہراتؓ کو ہے؟

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کیلئے تھا اور یہ حکم ان کے علاوہ دوسری عورتوں کے لیے نہیں ہے اور اسی مندرجہ بالا آیت ہی سے استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب صرف ازواج مطہرات کو کیا جا رہا ہے حالانکہ یہ بات نقلی اور عقلی ہر اعتبار سے غلط ہے اس لیے کہ ایک طرف تو اس آیت میں شریعت کے بہت سے احکام دیے گئے ہیں مثلاً ایک حکم تو یہی ہے کہ "جاہلیت کی عورتوں کی طرح خوب زیب و زینت اور آرائش کر کے باہر نہ نکلو تو کیا یہ حکم بھی صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ اور کیا دوسری عورتوں کو اس کی اجازت ہے کہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح زیب و زینت کر کے باہر نکلا کریں؟ ظاہر ہے کہ دوسری عورتوں کو بھی اجازت نہیں، اور آگے ایک حکم یہ دیا کہ نماز قائم کرو تو کیا نماز قائم کرنے کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ دوسری عورتوں کو نماز کا حکم نہیں اور اس کے بعد ایک حکم یہ دیا گیا کہ زکوٰۃ ادا کرو، تو کیا زکوٰۃ دینے کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے۔ دوسری عورت کو نہیں؟ اور آگے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے، دوسری عورتوں کو نہیں ہے؟ پوری آیت کا سیاق و سباق یہ بتا رہا ہے کہ اس آیت میں جتنے بھی احکام ہیں وہ سب کے لیے عام ہیں اگرچہ براہ راست خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن ان کے واسطے سے پوری امت کو خطاب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حجابات اور پردے کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے کے اندر بے پردگی کے نتیجے میں جو فتنہ پیدا ہو سکتا ہے اس کا سد باب کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا فتنہ صرف ازواج مطہراتؓ کے باہر نکلنے سے پیدا ہوگا؟ معاذ اللہ! وہ ازواج مطہرات کہ ان جیسی پاکیزہ خواتین اس روئے زمین پر پیدا نہیں ہوئیں۔ کیا انہیں سے فتنے کا خطرہ تھا؟ کیا دوسری عورتوں کے نکلنے سے فتنہ کا اندیشہ نہیں؟ جب ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ تم پردے کے ساتھ نکلو تو دوسری عورتوں کو یہ حکم بطریق اولیٰ دیا جائے گا اس لیے کہ ان سے فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے۔

پردہ کا حکم تمام خواتین کیلئے

اس کے علاوہ دوسری آیت میں پوری امت مسلمہ سے خطاب ہے فرمایا

"اے نبی! اپنی بیویوں سے بھی کہہ دو اور اپنی بیٹیوں سے بھی کہہ دو اور تمام مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں (سورہ احزاب)

اس سے زیادہ صاف اور واضح حکم کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

حالت احرام میں پردہ کا طریقہ

آپ کو معلوم ہے کہ حج کے موقع پر احرام کی حالت میں عورت کے لیے کپڑے کو چہرے پر لگانا جائز نہیں مرد سر نہیں ڈھک سکتے اور عورتیں چہرہ نہیں ڈھک سکتیں جب حج کا موسم آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو حج کرانے کے لیے تشریف لے گئے اس وقت یہ مسئلہ پیش آیا کہ ایک طرف تو پردہ کا حکم ہے اور دوسری طرف یہ حکم ہے کہ حالت احرام میں کپڑا منھ پر نہ لگنا چاہیے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم حج کے سفر پر اونٹ پر بیٹھ کر جارہی تھیں راستے میں جب سامنے کوئی اجنبی نہ ہوتا تو اپنے نقاب الٹے رہنے دیتیں اور ہم نے اپنے ماتھے پر ایک لکڑی سی لگائی ہوئی تھی اور جب کوئی قافلہ یا اجنبی مرد سامنے آتا دکھائی دیتا تو ہم اپنا نقاب اس لکڑی پر ڈال دیتے تاکہ وہ نقاب چہرے پر بھی نہ لگے اور جو مرد سامنے آئیں ان کا سامنا نہ ہو اور یہ روایت غالباً صحیح بخاری میں موجود ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں بھی ازواج مطہراتؓ نے پردہ کو ترک نہیں کیا۔

ایک خاتون کا پردہ کا اہتمام

ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک خاتون کا بیٹا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا ہوا تھا جنگ کے بعد تمام مسلمان واپس آئے لیکن اس کا بیٹا واپس نہیں آیا اب ظاہر ہے کہ اس وقت اس ماں کی بے تابی کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی اور اسی بے تابی کے عالم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے دوڑیں کہ میرے بیٹے کا کیا بنا؟ اور جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! میرے بیٹے کا کیا ہوا؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ تمہارا تو اللہ کے راستے میں شہید ہوگیا اب بیٹے کے مرنے کی اطلاع اس پر بجلی بن کر گری اس اطلاع پر اس نے جس صبر وضبط سے کام لیا اور وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن اس عالم میں کسی شخص نے اس خاتون سے یہ پوچھا کہ اے خاتون! تم اتنی پریشانی کے عالم میں بھی اپنے گھر سے نکل کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اس حالت میں بھی تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے؟ اور اس وقت بھی نقاب ڈالنا نہیں بھولیں جواب میں اس خاتون نے کہا کہ میرا بیٹا تو فوت ہوا ہے لیکن میری حیا تو فوت نہیں ہوئی۔ تو اس حالت میں بھی پردہ کا اتنا اہتمام فرمایا (ابوداؤد، کتاب الجہاد باب فضل قتال الدوم علی غیرہ حدیث (۲۴۸۸)

عرب کے طعنوں سے مرعوبیت

عرض یہ کرنا تھا کہ حجاب کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس کی تفصیل بیان فرمائی اور ازواج مطہراتؓ اور صحابیات نے اس حکم پر عمل کرکے دکھایا اب مغرب نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا ہے مسلمانوں نے عورتوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا ہے کہ ان کو گھروں میں بند کردیا ان کے چہروں پر نقاب ڈلوائے اور ان کو ایک کارٹون بنا دیا تو کیا مغرب کے اس مذاق اور پروپیگنڈے کے نتیجے میں ہم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکام کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھو! جب خود ہمارے اپنے دلوں میں یہ ایمان اور اعتماد پیدا نہ ہو کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو طریقہ سیکھا ہے وہی طریقہ ہے کوئی مذاق اڑاتا ہے تو اڑایا کرے کوئی طعنے دیتا ہے تو دیا کرے طعنے تو مسلمان کے گلے کا زیور ہے۔ انبیاء علیہ السلام جو اس دنیا میں تشریف لائے کیا ان کو یہ طعنے دیے گئے کہ یہ تو پسماندہ لوگ ہیں یہ دقیانوسی ہیں یہ رجعت پسند ہیں یہ ہمیں زندگی کی راحتوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سارے طعنے تو انبیاء کو دیے گئے اور تم جب مومن ہو تو انبیاء کے وارث ہو جس طرح وراثت میں اور چیزیں ملیں گی یہ طعنے بھی ملیں گے۔ کیا اس وراثت سے گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار کو چھوڑ دو گے؟ اگر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے تو ان طعنوں کو سننے کے لئے کمر مضبوط کرکے بیٹھنا ہوگا۔

پھر بھی تیسرے درجے کے شہری رہوگے

اور اگر فرض کرو کہ ان طعنوں کے نتیجے میں ان کے کہنے پر عمل کرلیا وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو گھر میں مت بٹھاؤ اور ان کو پردہ نہ کراؤ حجابات نہ کراؤ اب آپ نے ان کی بات مانتے ہوئے اس پر عمل کرلیا اور عورتوں کو باہر کردیا ان کا پردہ بھی اتار دیا دوپٹہ بھی اتار دیا سبھی کچھ کرلیا لیکن انہوں نے یہ مان لیا کہ تم ہمارے ہو اور یہ کہ انہوں نے تمہیں وہی حقوق دے دیے۔ کیا تمہیں وہی عزت دے دی؟ نہیں بلکہ اب بھی تم رجعت پسند اور دقیانوسی ہو اور اب بھی جب تمہارا نام آئے گا تو طعنوں کے ساتھ آئے گا۔ باوجودیکہ سر سے لے کر پاؤں تک ہر چیز میں ان کی بات مان لی پھر بھی تم تیسرے درجے کے شہری رہوگے۔

کل ہم ان کا مذاق اڑائیں گے

لیکن اس کے برخلاف اگر تم نے ان کے طعنوں سے ایک مرتبہ صرف نظر کرلی اور یہ سوچا کہ یہ لوگ تو طعنے دیا ہی کریں گے اور برا مانیں گے لیکن ہمیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جانا ہے تو ازواج مطہرات کے راستے پر جانا ہے تو پھر ہزاروں طعنے دیں اور ہمارا مذاق اڑائیں اور ہم پر ہنسیں لیکن ایک دن آئے گا کہ ہم ان پر ہنسیں گے (سورہ مطففین) قرآن کریم نے کفار کے بارے میں فرمایا کہ یہ کفار مسلمانوں کے ساتھ دنیا میں تو یہ معاملہ کرتے تھے کہ ان کو دیکھ کر ان کی ہنسی مذاق اڑاتے اور جب ان کے پاس سے کوئی مسلمان گزرتا تو یہ لوگ ایک دوسرے کو اشارے کرتے کہ دیکھو مسلمان جارہا ہے۔ لیکن جب آخرت کا مرحلہ آئے گا تو یہ ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے اور صوفوں پر بیٹھے ان کو دیکھ رہے ہوں گے انشاء اللہ یہ دنیا کی زندگی کتنے دن کی ہے؟ یہ کفار کتنے دن ہنسی مذاق اڑائیں گے؟ جس دن آنکھ بند ہوگی اس دن معلوم ہوگا کہ جو لوگ مذاق اڑاتے تھے ان کا انجام کیا ہوا اور جس کا مذاق اڑایا گیا تھا ان کا انجام کیا ہوگا بجائے اس کے کہ اس ہنسی سے مرعوب ہو کر اپنا راستہ چھوڑ دو اپنے طریقے کو خیرباد کہو نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے ہنسی مذاق اڑائیں طعنہ دیں جو کچھ چاہیں کریں لیکن ہم اپنا طریقہ چھوڑنے والے نہیں۔

عزت اسلام کو اختیار کرنے میں ہے

یاد رکھو جو شخص اس کے لیے ہمت کرکے اپنی کمر باندھ لیتا ہے وہی شخص دنیا سے اپنی عزت بھی کراتا ہے عزت درحقیقت اسلام کو چھوڑنے میں نہیں بلکہ اسلام کو اختیار کرنے میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ عزت دی ہے وہ اسلام کی بدولت دی ہے اگر ہم اسلام کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں عزت کے بجائے ذلت سے ہمکنار کردیں گے۔

داڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں ملی

میرے ایک بزرگ نے ایک سچا واقعہ سنایا جو بڑی عبرت کا واقعہ ہے

مقابلہ کا طریقہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ

خودی قائم رہے تو فخر سلطانی ہو درویشی
فقط احساس کی پستی سے مٹتا ہے وقار اپنا

مسلمانوں کے عائلی قانون شرعی کو تبدیل کرنے کے لیے سر پھرے جعلی مصلحین اس وقت بھر پور حق الخدمت پا کر اپنے پرچار میں مصروف ہیں۔ کل کو اقتدار کی مسند پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے لیے راستہ صاف ہوا تو اس قانون شرعی کو یکساں سول کوڈ کی بھینٹ چڑھا دینے کو دیر نہیں لگے گی ایسی حالت میں مسلمان کیا کرے یہ سوال ابھی سے ذہن میں رکھا جائے تو حالات کے بدلنے پر اچانک کسی ہنگامی مصیبت کے آ ٹوٹنے پر مقابلہ کرتے نہیں بنے گی اس لیے ابھی سے مقابلہ کا طریقہ کار سامنے آ جائے تو بہتر ہوگا۔

عاجز کی رائے میں ہم پہلے تو اپنی رسومات کا جائزہ لے کر انھیں نظامِ شریعت سے الگ کر دیں۔ اب تک یہ سوال ہوتا آیا ہے کہ ہمارے شرعی نظام پر ناقدین اکثر رسومات بد کو نشانہ بنا کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ رسومات چونکہ خود ہماری اپنی بنائی ہوئی ہیں اس لیے جدید تنقید کے لیے پہلے وار سے ہی ان کا بے وزن ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں حملہ آور یہ کہتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں کہ انھوں نے اسلام کے نظام شرعی کے ناقابل عمل اور نقصان دہ ہونے کے ثبوت پیش کر دیے حالانکہ یہ دعویٰ رسومات پر کامیاب نشانہ لگا کر کیا گیا ہے۔ نظامِ شریعت تو اللہ تعالیٰ کا قائم کیا ہوا ہے۔ اس پر کسی نشانے کا لگ جانا ہی محال ہے۔ لیکن ہماری بدنصیبی ہے رسومات، رواج اور شریعت سب گڈمڈ ہو کر رہ گئے ہیں۔ خود مسلمانوں کی اکثریت بھی یہ نہیں جانتی کہ رسومات کون سی ہیں اور شرعی احکام کیا کیا ہیں، پڑھے لکھے لوگ بھی اس جھانسے میں آ جاتے ہیں کہ اسلام کا شرعی قانون ناقابل عمل ہے۔ اس تکلیف دہ حالت سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم پردہ، نکاح، مہر، طلاق خلع وغیرہ کے بارے میں شرعی احکام اور معاشرے کے رسم و رواج کو الگ الگ کر کے دکھائیں۔ قول سے بھی اور عمل سے بھی اور خود ہی رسمی دینداری اور رواجی شریعت کو مسمار کر دیں۔ باقی حقیقی شرعی قانون کو قول و فعل سے سامنے لائیں پھر انشاء اللہ یہ صورت نہیں رہے گی کہ قانون شرعی پر کسی بھی ناقد کا اعتراض قابل وزن رہ جائے۔ اگر یہ کام اجتماعی طور پر کیا گیا تو انشاء اللہ شرعی قانون کا حسن نکھر کر صاف ستھرا ہر ایک کو نظر آ جائے گا۔

اس معاملہ میں علماء دین کے ساتھ عوام بھی فکرمند ہوں تو حالات کے سدھار میں دیر نہیں لگے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم سماجی طاقت کو بڑھا دیں اور اجتماعی طور پر اس کا خود انتظام کریں کہ ہمارا کوئی فرد نکاح و طلاق وغیرہ کے مقدمات یکساں سول کوڈ کی عدالت ہی میں نہ جائے خود ہم اپنے علماء و قاضی شریعت کے فیصلہ کے مطابق اپنے سارے معاملات طے کریں اگر کوئی عورت یا مرد اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ایسی کچہریوں کی طرف رجوع کرے جو شرعی قانون کو پامال کرتی ہوں تو ایسے مرد یا عورت کو سماج سے علیحدہ کر دیا جائے اور کسی طرح کے بھی خاندانی روابط ایسے فرد سے باقی نہ رکھے جائیں۔ حتیٰ کہ ایسے کسی شخص کی

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

وہ یہ کہ ان کے ایک دوست لندن میں تھے اور کسی ملازمت کی تلاش میں تھے اور ملازمت کے لیے ایک جگہ انٹرویو دینے کے لیے گئے اس وقت ان کے چہرے پر داڑھی تھی جو شخص انٹرویو لے رہا تھا اس نے کہا کہ داڑھی کے ساتھ یہاں کام کرنا مشکل ہے اس لیے یہ داڑھی ختم کرنی ہوگی اب یہ بڑے پریشان ہوئے کہ اپنی داڑھی ختم کروں یا نہ کروں اس وقت وہ واپس ہو کر چلے آئے اور دو تین روز تک دوسری جگہوں پر ملازمت تلاش کرتے رہے اور کشمکش میں مبتلا رہے دوسری ملازمت نہیں مل رہی تھی اور بے روزگار اور پریشان بھی تھے آخر میں فیصلہ کیا کہ چلو داڑھی کٹوا دیتے ہیں تاکہ ملازمت تو مل جائے چنانچہ داڑھی کٹوا دی اور اسی جگہ ملازمت کیلئے پہنچ گئے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ داڑھی کٹوا دو تو تمہیں ملازمت مل جائے گی۔ اس نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اس نے پھر پوچھا کہ آپ اس داڑھی کو ضروری سمجھتے تھے یا غیر ضروری سمجھتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کو ضروری سمجھتا تھا اسی وجہ سے رکھی تھی۔ اس نے کہا کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وفادار نہیں ہیں اور جو شخص اپنے اللہ کا وفادار نہ ہو وہ اپنے افسر کا بھی وفادار نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب ہم آپ کو ملازمت پر رکھنے سے معذور ہیں داڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں ملی۔ صرف داڑھی ہی نہیں بلکہ اللہ کے جتنے احکام ہیں ان میں کسی کو یہ سوچ کر چھوڑنا کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے یہ بسا اوقات دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے

چہرہ کا بھی پردہ ہے

حجابات کے بارے میں اتنی بات ضرور عرض کر دوں کہ حجابات میں اصل بات یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک پورا جسم چادر سے یا برقعہ سے یا کسی ڈھیلے ڈھالے گون سے ڈھکا ہوا اور بال ڈھکے ہوئے ہوں اور چہرہ کا حکم یہ ہے کہ اصلاً چہرے کا پردہ ہے اس لیے چہرے پر بھی نقاب ہونا چاہیے اور یہ آیت جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں خواتین یہ کرتی تھیں کہ چادر اپنے اوپر ڈال کر اس کا ایک پلہ چہرہ پر ڈال لیتی تھیں اور صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور باقی چہرہ چادر کے اندر ڈھکا ہوتا تھا تو حجابات کا اصل طریقہ ہے البتہ چونکہ ضروریات بھی پیش آتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے چہرے کی حد تک یہ گنجائش دی ہے کہ جہاں چہرہ کھولنے کی شدید ضرورت موجود ہو اس وقت صرف چہرہ کھولنے اور ہاتھوں کو گٹوں تک کھولنے کی اجازت ہے اور اصل حکم یہی ہے کہ چہرہ سمیت پورا جسم ڈھکا ہونا چاہیے۔

مردوں کی عقل پر پردہ

بہرحال یہ "حجاب" کے مختصر احکام ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت کی پاکیزگی اور پارسا زندگی کے لیے حجاب ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا مردوں کا فرض ہے کہ وہ خواتین کو اس پر آمادہ کریں اور خواتین کا فرض ہے کہ وہ اس کی پابندی کریں افسوس اس وقت ہے کہ جب بعض اوقات خواتین حجاب کرنا چاہتی ہیں لیکن مرد راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے بڑا اچھا قطعہ کہا ہے

بے پردہ نظر آئیں کل جو چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے پردہ تمہارا کہاں گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

امریکی معاشرے کے ناسور

اختر جاوید

امریکا جہاں دنیا بھر میں جمہوریت کا چیمپئن سمجھا جاتا ہے۔ وہاں اسے متمدن ترین ملک گردانا جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تیسری دنیا کے اکثر باسی ہمہ وقت امریکہ جا بسنے کے خواب دیکھتے ہیں۔ بالخصوص پاکستان کی نئی نسل کے لیے تو امریکہ کے گرین کارڈ میں اتنی کشش ہے کہ وہ اس کے حصول کی خاطر والدین کا زندگی بھر کا سرمایہ داؤں پر لگانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ انسانی حقوق کے سب سے بڑے علم بردار امریکہ میں سرمایہ دارانہ نظام نے عام انسانی قدروں ہی کا تیاپانچا نہیں کیا بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا بھی جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ آج امریکی معاشرے میں جو گل کھل رہے ہیں انھیں ایک انسان ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا۔ خصوصاً کوئی بھی باضمیر مسلم فرد وہاں مستقل بنیادوں پر قیام کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ دین و مذہب سے بیگانہ، اسلامی ثقافت سے بے نیاز اور سرمائے کے پجاری ہی امریکی معاشرے میں کھپ سکتے ہیں۔

وہاں کسی کی آبرو محفوظ ہے نہ جان حتیٰ کہ عدلیہ کے فیصلے بھی ایسے عجوبہ روزگار ہوتے ہیں جن پر ہر صاحب ضمیر کا دل ماتم کرنے کو چاہتا ہے۔ نفسانی خواہشات کو بے لگام چھوڑنے کا منطقی نتیجہ نکلا ہے کہ نابالغ بچے بھی رہزنی سے لے کر جنسی جرائم تک کے مرتکب ہونے لگے ہیں۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امریکی انتظامیہ منشیات کے کاروبار کی سب سے بڑی دشمن سمجھی جاتی ہے لیکن اس کے اپنے ملک میں منشیات کے نامی گرامی تاجر کھلے بندوں پھرتے ہیں۔

امریکہ کے ایک معتبر روزنامہ "نیویارک ٹائمز" نے اپنی حالیہ اشاعتوں میں اندرون امریکہ رونما ہونے والے جرائم کی خبریں بڑے نمایاں انداز میں چھاپی ہیں جنھیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چند جرائم کی جھلکیاں ملاحظہ کیجیے۔

> وہاں کسی کی آبرو محفوظ ہے نہ جان۔ حتیٰ کہ عدلیہ کے فیصلے بھی ایسے عجوبہ روزگار ہوتے ہیں جن پر ہر صاحب ضمیر کا دل ماتم کرنے کو چاہتا ہے۔

ساٹھ سالہ تھامس نیویارک کے چرچ میں پادری تھا۔ اپنے حلقے میں وہ نیک دل اور خدا ترس انسان سمجھا جاتا تھا لیکن ۸۷-۱۹۸۵ء کے عرصے میں اس نے گرجے کی تین ملازماؤں سے زبردستی منہ کالا کیا۔ ان کی عمر بالترتیب چالیس، اکیس اور سولہ برس تھیں۔ تھامس کو عدالت میں پیش کیا گیا تو کمرہ عدالت حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس کی انتالیس سالہ بیوی لوسلی اور بچے تھامس جونیر اور جراسکی بھی وہاں موجود تھے۔ پادری نے جج کے روبرو اعتراف گناہ کر لیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں اسے بھیڑ نما بھیڑیا قرار دیتے ہوئے سات سے اکیس برس تک کی سزائے قید سنائی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب پادری تھامس کمرہ عدالت میں داخل ہوا تو اس کے اہل خانہ کے متعدد افراد نے اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اسے تھپکیاں دیں۔

> امریکی شہری جتنا عدم تحفظ کا شکار ہے اتنا دنیا کا کوئی باشندہ نہیں۔ حکام کی تمام تر کوششوں کے باوجود جرائم کی شرح روز بروز بڑھ رہی ہے۔

بات صرف یہیں تک موقوف نہیں بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ نئی امریکی نسل اپنے بڑوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئی ہے۔ مجرم بچوں کو راہ راست پر لانے کے لیے کم سنوں کا نظام عدل قائم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ مقامی ماہرین اخلاقیات کہتے ہیں کہ پچاس برس قبل امریکی معاشرہ آج سے بالکل مختلف تھا۔ قانون کی عملداری کے حوالے سے بھی امریکہ کو ایک مثالی ملک قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آج حقیقت اس کے برعکس ہے۔ امریکی شہری جتنا عدم تحفظ کا شکار ہے اتنا دنیا کا کوئی باشندہ نہیں۔ حکام کی تمام تر کوششوں کے باوجود جرائم کی شرح روز بروز بڑھ رہی ہے۔ معاشرے کو زیادہ خطرہ ان نوخیز لڑکوں سے ہے جو ابھی سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچے۔ اس کی ایک چھوٹی سی مگر لرزہ خیز مثال اس واقعے سے جھلکتی ہے۔

صبح کے گیارہ بجے ہیں۔ نیویارک کی کوئنز سپر مارکیٹ میں گاہکوں کا اژدحام ہے۔ ایک اسٹور کے پارکنگ لاونج میں ایک کار کھڑی ہے جس کے اندر ایک جوان عورت دو سالہ بچہ گود میں لیے بیٹھی ہے اس کا شوہر غالباً خریداری کے لیے کسی دکان میں گیا ہے۔ دفعتاً دو نابالغ لڑکے جن کی عمریں بارہ اور تیرہ برس کی ہیں انتہائی پھرتی سے کار کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ ایک لڑکا عورت سے بچہ چھین کر پچھلی نشست پر دے مارتا ہے دوسرا جیب سے پستول نکال کر خاتون کی کنپٹی پر رکھ کر اسے شور مچانے سے روک دیتا ہے۔ اس کے بعد کار میں ایک بالغ نوجوان داخل ہو کر عورت سے زیادتی کرتا ہے اور پھر تینوں اکٹھے بھرے بازار سے فرار ہو جاتے ہیں۔ لوگ ایک بے بس عورت کے ساتھ زیادتی ہوتے دیکھتے ہیں مگر اسے بچانے کے لیے کوئی آگے نہیں بڑھتا کہ ایسے مناظر روز کا معمول بن چکے ہیں۔

اسلحہ دکھا کر غیر ملکیوں کو لوٹنا بچوں کا کھیل بن چکا ہے۔ آپ فٹ پاتھ پر چلے جا رہے ہیں۔ دس بارہ برس کا کوئی لڑکا اچانک پستول تانے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوگا جیب میں رکھے تمام پیسے اس کے سامنے رکھ دیے جائیں۔ آپ جان کے خوف سے ایسا کر دیں گے مگر اس کے باوجود آپ کے جسم میں گولی اتر جانے کا خدشہ بہرحال موجود رہے گا۔ امریکی راہزن ایسے ہاتھ عموماً غیر ملکیوں کو دکھاتے ہیں کہ ڈالروں کے ساتھ جان بھی لے لیتے ہیں اور قانون منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔

> انسانی حقوق کے علم بردار مجرموں کو سخت سزائیں دینے کے خلاف ہیں۔ نوجوان مجرم پکڑے جائیں تو ان کے پیٹ میں انسانیت کا درد اٹھنے لگتا ہے۔

جولائی ۷۷ء کی بات ہے شکاگو میں مقیم ایک پاکستانی انجینئر نے اسٹور کھولا اور چند ماہ بعد لاہور سے اپنی بیوی کو بھی وہاں بلوا لیا۔ ایک دن اس کی بیوی اسٹور پر

بیٹھی تھی کہ دو نقاب پوش ڈاکو وہاں آن گھسے اور لوٹ مار کرنے لگے۔ خاتون نے ذرا مزاحمت نہ کی کہ جان ہے تو پیسہ بہت کما لیں گے۔ مگر وہ ظالم جاتے جاتے اسے گولی مار کر قتل کر گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ۱۹۸۷ء کے بعد ایسا کوئی واقعہ

> امریکی مائیں ملازمتوں میں اس حد تک مصروف ہو گئی ہیں کہ بچوں کو فالتو شے سمجھ کر محبت اور شفقت ایسی نعمتوں سے محروم رکھتی ہیں جس کا انتقام وہ معاشرے سے لیتے ہیں

رونما نہیں ہوا۔ فی الحقیقت وہاں آئے دن ایشیائیوں کے قتل کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔

اس صورت حال کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ انسانی حقوق کے علمبردار، مجرموں کو سخت سزا دینے کے خلاف ہیں۔ نوجوان مجرم پکڑے جائیں تو ان کے پیٹ میں انسانیت کا درد اٹھنے لگتا ہے تاہم خوش قسمتی سے وہاں ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو جرائم کو سختی سے کچلنے کا قائل ہے اور اس طبقے کے نمائندے وقتاً فوقتاً ذرائع ابلاغ بالخصوص اخبارات کے ذریعے اخلاقی مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دینے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔

اُدھر ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ نئی پود کے جرائم کی دلدل میں پھنس جانے کی بڑی وجہ والدین کا ان کے ساتھ رویہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تمام تر سائنسی ترقی کے باوجود انسان، انسان ہی ہوتا ہے۔ لیکن امریکی مائیں ملازمتوں میں اس حد تک مصروف ہو گئی ہیں کہ بچوں کو فالتو شے سمجھ کر محبت توجہ اور شفقت ایسی نعمتوں سے محروم رکھتی ہیں جس کا انتقام وہ معاشرے سے لیتے ہیں۔

امریکہ میں انسانی حقوق کا نعرہ تو لگایا گیا ہے لیکن عملاً اس کی حدود متعین نہیں کی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ قانون کا تحفظ کرنے والی اعلیٰ عدالتیں بھی اس نعرے کے سحر میں گرفتار ہو کر اخلاقیات سے ماورا فیصلے کرنے لگی ہیں۔ GAY یعنی مردوں کی ہم جنسیت امریکہ میں معیوب نہیں سمجھی جاتی۔ اکثر عورتیں بھی اس علت کا شکار ہیں مگر گزشتہ ماہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے تباہی کی طرف بڑھتے ہوئے امریکی معاشرے کو مہمیز کیا ہے۔

نیویارک میں براسچی اور بلانچرڈ نامی دو نوجوان پچھلے دس برس سے میاں بیوی جیسی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک دن انھوں نے عدالت میں درخواست دائر کی کہ وہ عرصے سے میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں چنانچہ انھیں ایک خاندان تسلیم کرتے ہوئے وہ مراعات دی جائیں جو امریکی سوسائٹی نارمل خاندان کو مہیا کرتی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سنجیدگی سے اس کیس کی سماعت کی اور یہ کہہ کر اس جوڑے کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ وہ عرصہ دس سال سے ایک ساتھ خاوند اور بیوی کے طور پر رہ رہے ہیں۔ لہٰذا قانونی طور پر وہ خاندان

> انسانی واخلاقی قدروں کے جنازے وہاں بڑی دھوم دھام سے نکلتے ہیں سفید فام عیسائی معاشرے میں اخلاقی پستی اس انتہا تک پہنچ گئی ہے کہ نابالغ بچیوں کی عزت سگے باپوں سے بھی محفوظ نہیں

کی تعریف پر پورا اترتے ہیں، اس لیے حکومت انھیں وہی مراعات فراہم کرے جو دیگر خاندانوں کو دی جاتی ہیں۔۔۔ سلیم الفطرت امریکیوں نے اس عدالتی فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے اسے غیر انسانی قدروں کو فروغ دینے کی زبردست کوشش قرار دیا ہے۔

انسانی واخلاقی قدروں کے جنازے وہاں بڑی دھوم دھام سے نکلتے ہیں۔ سفید فام عیسائی معاشرے میں اخلاقی پستی اس انتہا تک پہنچ گئی ہے کہ نابالغ بچیوں کی عزت سگے باپوں سے بھی محفوظ نہیں۔

بوسٹن کی ایک عدالت نے گزشتہ ماہ ایک ایسے ہی مقدمے کی سماعت کی جس میں باپ سٹیفن اپنی دس سالہ بیٹی نکول کے ساتھ منہ کالا کرنے کا مرتکب ہوا۔ بچی کی ماں نے اس واقعے پر شوہر سے طلاق لے لی۔ مگر سٹیفن بیٹی کے ساتھ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا۔ ماں نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ باپ نے جواب دعویٰ میں کہا کہ بچی اس کے سپرد کی جائے۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ نکول ایک ہفتہ اپنے باپ کے پاس رہے گی اور اتنا ہی عرصہ ماں کے پاس۔ نکول کا باپ اس کے ساتھ کیا کرتا رہا، عدالت نے اسے معاملے کو ثانوی معاملہ قرار دے دیا۔ یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکی معاشرے میں مجرم جیلوں میں بند نہیں کیے جاتے۔ کیا انھیں سزائیں نہیں دی جاتیں؟ نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ سے اس کا جواب ملتا ہے اخبار لکھتا ہے: سنٹرل جیل کے ایک افسر مسٹر کب نے بتایا کہ اس جیل میں نو سو پچپن قیدیوں کی گنجائش ہے اور وہ مکمل طور پر بھر چکی ہے۔ یہی حال اس ریاست کی دیگر جیلوں کا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جب نئے قیدی لائے جاتے ہیں تو اتنی ہی تعداد میں پرانے قیدیوں کو رہا کر دیا جاتا ہے جیل کے ایک اور اعلیٰ افسر نے اعتراف کیا کہ رہا کیے جانے والے قیدیوں میں خطرناک مجرم بھی ہوتے ہیں۔ آٹھ برس پہلے کیلیفورنیا کی جیلوں میں انتیس ہزار دو سو قیدی مقید تھے۔ جبکہ آج اکیاسی ہزار دو سو افراد ان میں بند ہیں۔ قیدیوں کی تعداد میں یہ اضافہ جیلوں کی گنجائش کا ایک سو ساٹھ فیصد ہے۔ اکثر قیدی منشیات کے کاروبار میں پکڑے جاتے ہیں نیویارک میں جیل کے ایک افسر نے بتایا کہ ہمارے پاس ہفتے میں کم از کم ایک ہزار قیدی لائے جاتے ہیں اور اگر اگلے سال تک نو ہزار نئے زنداں تعمیر نہ کیے گئے تو سیکڑوں قیدیوں کو مجبوراً رہا کرنا پڑے گا۔ اس افسر نے تسلیم کیا کہ اس طرح اکثر قیدی عادی مجرم بنتے جا رہے ہیں۔ انھیں معلوم ہوتا ہے کہ جرم کرتے وقت وہ گرفتار بھی ہوئے تو جیلوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جلد رہائی پا جائیں گے۔ امریکہ میں بڑھتے ہوئے جرائم کا یہ مطلب نہیں کہ کمیونزم کے گڑھ روس میں راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں اگر سرمایہ دارانہ نظام نے انسانیت کا رس نچوڑ لیا ہے تو کمیونسٹ ممالک میں اشتراکی نظام نے انسانوں کو انسانی شرف سے محروم کرنے میں کہیں زیادہ سفاکی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روس کی شکست وریخت کے بعد اب کمیونسٹ بلاک کے دیگر ممالک بھی بتدریج اس نظام سے متنفر ہو کر آزاد فضا میں اڑنے کے لیے پر تولتے نظر آ رہے ہیں۔

دو انتہا پسند نظاموں میں گھری ہوئی دنیا کے باسی بلاشبہ بے سکونی اور اضطراب میں مبتلا ہیں۔ انسان کو وہی نظام سکھ چین سے آشنا کر سکتا ہے جو احترام آدمیت اور اعلیٰ انسانی قدروں کی محافظت کا قائل ہو اور یہ بات جاننے کے لیے کسی دقت نظر کی ضرورت نہیں کہ یہ سب کچھ فقط اسلام کے دامن میں چھپا ہے۔ امریکا جانے کے لیے بے قرار ہماری نئی نسل اس حقیقت کو سمجھ لے تو اسے واقعی قرار سا آ جائے اور یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں جسے قلبی سکون کی دولت میسر آ جائے اس سے بڑھ کر کوئی تونگر نہ ہوگا۔

ظلم

محمد مختار احمد اصلاحی علیگ

ظلم کے لغوی معنی "بے جا استعمال" کے ہیں۔ کسی چیز کا بے محل استعمال غلط اور خطرناک نتائج کا حامل ہوتا ہے اسی لیے زیادتی، حق تلفی، ناانصافی اور تاریکی کو بھی مرادی معنی میں ظلم کہا جاتا ہے اور یہ اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ اپنے خالق و مالک کی دی ہوئی نعمتوں کو جھٹلانا اور بخشی ہوئی صلاحیتوں کا بے جا استعمال ظلم ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی اور استاد کی ناقدری و بے ادبی بھی ظلم ہے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا لحاظ و خیال نہ کرنا بھی ظلم ہے۔ وعدہ کر کے وفا نہ کرنا اور معاہدہ کر کے اور اس کی خلاف ورزی کرنا بھی ظلم ہے۔ اسی طرح ظلم کی اور بھی شکلیں ہیں۔

ظلم و ستم کے طریقے بھی مختلف ہیں کسی بادشاہ یا حاکم کا ظلم یہ ہے کہ وہ اپنی حکومت کا نظام درست نہ کر پائے ملک کے باشندوں کے آرام و آسائش اور ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی بندوبست نہ کر سکے اور کسی کمزور کو طاقت ور سے انصاف نہ دلا سکے۔ جج اور منصف کا ظلم یہ ہے کہ حق و انصاف کے مطابق فیصلہ نہ کرے، کمزور کے مقابل طاقتور کی حمایت کرے اور موافق فیصلے کے لیے رشوت طلب کرے۔ شوہر کا بیوی پر ظلم یہ ہے کہ وہ اس کے واجبی حقوق اور اس کی ضرورتوں کو پورا نہ کرے اور اس کے ساتھ محبت و حسن سلوک سے پیش نہ آئے اور ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں یکساں برتاؤ اور انصاف نہ کر سکے۔ بیوی کا شوہر پر ظلم یہ ہے کہ وہ اس کے آرام و آسائش کا خیال نہ کرے۔ اس کے احساسات و جذبات کی بھی اسے کوئی پروانہ ہو اور اپنے شوہر کو نظر انداز کر کے غیروں سے رسم و راہ بڑھائے۔ ماں باپ کا اپنی اولاد پر ظلم یہ ہے کہ وہ ان کی صحیح تعلیم و تربیت سے غفلت برتیں اور انھیں بری صحبت و غلط ماحول میں جانے سے نہ روکیں۔ اولاد کا ماں پر ظلم یہ ہے کہ وہ ان کا کہنا نہ مانیں، ان کے حقوق ادا نہ کریں، ان کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئیں اور جب دونوں بیمار یا بوڑھے ہو جائیں تو ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی کریں۔ پڑوسی کا پڑوسی پر ظلم یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کا خیال نہ کریں، باہم میل جول نہ رکھیں، اور دکھ سکھ میں شرکت نہ کریں۔ ہماری اس دنیا میں ظلم و ستم کے یہ سارے طریقے رائج ہیں اور کچھ ان کے علاوہ بھی ہیں۔ ظلم چھوٹا ہو یا بڑا بہرحال ظلم ہے اور اس کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔

تمام مذاہب نے بھی ظلم کو بڑی سختی سے روکا ہے۔ قرآن مجید میں تو کئی جگہ ظالموں کو ظلم کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جس روز ظالموں کو ان کا عذر کچھ نفع نہ دے گا، ان پر خدا کی طرف سے پھٹکار ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔

(سورہ مومن ۵۲)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جا سکتی ہے لیکن ظالم کی مدد کیوں کر کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے"

(صحیح بخاری - باب المظالم)

حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"ظلم مت کرو ورنہ تمہارا حال یہ ہوگا کہ دعائیں کرو گے لیکن قبول نہ ہوں گی، بارش طلب کرو گے لیکن بارش نہ ہوگی، مدد مانگو گے لیکن تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ (طبرانی)

ظلم کے اور بھی نقصانات ہیں۔

۱۔ ظلم نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کی جانیں لی ہیں، بے شمار گھروں کو برباد اور ویران کیا ہے اور نہ جانے کتنی پاک دامن عورتوں کی عفتیں و عصمتیں لوٹی ہیں۔

۲۔ ظالم کی جب نیت بگڑتی ہے تو نہ کوئی دلیل و حجت کام آتی ہے اور نہ اسے اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز ہوتی ہے۔

۳۔ ظالم کو کبھی سکون و اطمینان نصیب نہیں ہوتا کیونکہ دکھے ہوئے دلوں سے اس کے لیے بددعائیں نکلتی ہیں۔

۴۔ ظالم کو ہر شخص نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

۵۔ ظالم ظلم کے علاوہ اور بھی بہت سی برائیوں میں مبتلا رہتا ہے۔

۶۔ ظالم کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور اس کا انجام بہت عبرت ناک ہوتا ہے۔

ظلم کا تدارک اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ شروع ہی سے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کیا جائے۔ انھیں یہ بھی بتایا جائے کہ بحیثیت ایک انسان کے ان کے فرائض کیا ہیں، بھائی کو بھائی کے ساتھ کس طرح خلوص و محبت سے پیش آنا چاہیے؟ بھلے اور برے کی پہچان کیوں کر کی جائے؟ اپنے معاشرے کو صاف ستھرا اور پاکیزہ کیسے بنایا جائے۔ آج ساری دنیا میں جو ظلم و ناانصافی کا دور دورہ ہے اس کی بڑی وجہ صحیح تعلیم و تربیت کی کمی ہے دنیا کے تمام ممالک خطرناک و مہلک آلات جنگ تیار کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں تاکہ انسانی گردنیں نہایت آسانی و تیزی سے کاٹی جا سکیں لیکن کسی کو اس طرف ذرا بھی دھیان نہیں ہے کہ ایسی پاک و صاف اور خوش گوار فضا بنائی جائے کہ ان آلات جنگ کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑے۔

ہمارے ملک میں بھی ظلم و غارت گری کا جو طوفان بپا ہے اس کا بھی اہم سبب یہی ہے کہ شروع سے ہم نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی توجہ نہیں دی، حالانکہ غلامی سے نجات پانے کے بعد ہمارا یہ پہلا فرض تھا کہ ہم سب سے پہلے اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا بہتر سے بہتر انتظام کرتے لیکن افسوس کہ ہم نے اپنے نظام تعلیم ہی کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا ہے۔ اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ ظلم و بربریت کی تباہ کاریوں کو روکا جائے تو ایک طرف بچوں کی تعلیم و تربیت پر پورا دھیان دینا ہوگا۔ دوسری طرف جرأت و پامردی کے ساتھ ظلم و ستم کا مقابلہ بھی کرنا ہوگا۔ ظلم کے پھیلنے اور بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ مصلحت، غفلت اور بزدلی کی وجہ سے ظلم کا مقابلہ نہیں کرتے۔

اس لیے یہ ضروری ہے کہ ظلم جب بھی سر اٹھائے اسے کچلنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے اسی دو طرفہ کوشش سے ہم بڑی حد تک ظلم کا سدباب کر سکتے ہیں۔

شیطانی ماحول سے واپسی

سید زہیب طاہر حسینی

مشہور مصری فلمی ایکٹرس مدیحہ کامل کی فلمی دنیا سے دستبرداری کی خبر آتے ہی فلمی دنیا میں حیرت کی لہر دوڑ گئی، مختلف اخبارات ورسائل نے ان پر مضامین شائع کیے اور ان سے انٹرویو لیا گیا۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی فلمی عروج کے زمانہ میں یہ قدم کیوں اٹھایا؟

> فلموں سے لوگ اخلاقی سبق نہیں لیتے چاہے کتنے ہی بلند مقاصد کو پیش نظر رکھ کر فلم بنائی جائے۔ لوگ صرف اس کے تفریحی پہلو کو لیتے ہیں۔

اس پر مدیحہ کامل نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ میں ایسی ایمانی قوت پیدا ہو گئی کہ میں شیطانی ماحول سے نکل کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے پناہ میں آ گئی اور فلمی دنیا سے منھ موڑ کر میں اپنے گھر واپس آ کر ایک صالح زندگی گذارنے لگی۔

مدیحہ کامل نے اس وقت یہ قدم اٹھایا جب ان کی عمر صرف ۲۶ سال کی تھی اور اس وقت تک فلمی دنیا میں آئے ہوئے صرف دس سال ہوئے تھے۔ اور ان کے حسن و شباب پر لوگ پروانہ وار نثار ہو رہے تھے۔ شروع شروع میں مدیحہ کامل کی فلمی دنیا سے علیحدگی کے فیصلہ کو لوگوں نے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بلکہ اس کو ایک وقتی فیصلہ سمجھ کر فلمی دنیا میں ان کی واپسی کے منتظر رہے۔

اخبار والوں نے جب ان سے پوچھا کہ آپ نے فلمی دنیا اس لیے چھوڑی ہے کہ آپ اس میدان میں زیادہ کامیاب نہیں تھیں۔ تو انھوں نے کہا کہ آپ میری تمام فلموں کا جائزہ لیجیے، جن میں موجودہ فلمیں بھی شامل ہیں خصوصاً میری آخری فلم "مزاج"، تو آپ کو اس سوال کا جواب مل جائے گا۔ میری تمام فلمیں اس وقت بھی بہت مقبول ہیں، جن میں میری کارکردگی کو تماشہ بین خاص طور سے سراہ رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی فلموں میں کس مقصد کی ترجمانی کی ہے؟ یا صرف تفریح ہی پیش نظر رہا ہے۔ مدیحہ کامل نے کہا کہ میں نے اپنی تمام فلموں میں انسانیت کی جھلک ہی کے لیے اور عوام میں جنگ، نشہ آور ادویات، سرمایہ داروں کے خون چوسنے کے خلاف جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے یہ تجربہ ہوا کہ فلموں سے لوگ اخلاقی سبق نہیں لیتے چاہے کتنے ہی بلند مقاصد کو پیش نظر رکھ کر فلم بنائی جائے لیکن لوگ اس کے صرف تفریحی پہلو کو ہی لیتے ہیں۔ اور اس بلند مقصد کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے جس کی وجہ سے فلم بنائی گئی۔ کیونکہ فلم بینی کا مقصد صرف تفریح ہی ہوتا ہے تو اس ماحول میں کوئی کیسے اچھا سبق لے سکتا ہے۔ ان تمام چیزوں پر غور کر کے مجھے یقین ہوا کہ فلم محض دین و اخلاق کو بگاڑنے ہی کا راستہ ہے۔

> فلم محض دین و اخلاق کو بگاڑنے کا راستہ ہے

جب ان سے پوچھا گیا کہ اپنی بیٹی کو فلمی دنیا میں کیوں داخل ہونے نہیں دیا؟ انھوں نے کہا کہ میری بیٹی مجھ سے پہلے ہی فلموں سے متنفر ہو چکی تھی۔ اور وہ مطلق

(باقی صفحہ ...)

آب زمزم کا کیمیائی تجزیہ

[illegible] کالج آف کامرس پٹنہ

مشرق و مغرب کے بڑے بڑے ڈاکٹر و طبیب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زم زم کا پانی استعمال کرنے سے معدہ، آنتوں، پھیپھڑوں اور دماغ کے تمام اعضا پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ، پیچش، ذیابیطس اور دل کی دھڑکن وغیرہ میں بھی اس کا استعمال بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔

زمزم کا چشمہ ایک ایسی پاک اور مقدس سرزمین سے جاری ہوا ہے جس کی تاریخ سے نہ صرف مسلمانان عالم بلکہ دنیا کی دوسری قومیں بھی بخوبی واقف ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ چشمۂ زمزم قدرت کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک بہت ہی بڑا درجہ رکھتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے آب زمزم بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک لافانی اور عظیم یادگار ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ تاقیامت ساری دنیا کو مستفیض فرمانے کے لیے زندہ اور جاری رکھنا چاہتا ہے، زمزم کو نوش فرماتے ہوئے مسلمانوں کے قلوب یقین و ایمان کے خزانے سے بھر جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان اسے صرف ایک پاک اور متبرک شے سمجھ کر نوش فرماتے ہیں اور اس کی روحانی خواص سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعہ جس زم زم سے ساری دنیا کو روشناس کرایا وہ اپنی مثال آپ ہے اور اس میں بے شمار قیمتی راز پوشیدہ ہیں۔

کیا کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ زمزم کے استعمال سے نہ صرف روحانی بلکہ ان گنت جسمانی فائدے ہیں یورپ کے بڑے بڑے سائنس داں، مفکر اس کی عظمت و حرمت، اس کی افادیت کو پہلے بھی تسلیم کرتے تھے آج بھی کرتے ہیں اور ہمیشہ تسلیم کرتے رہیں گے۔ بعض مغربی ممالک کے سائنس دانوں نے زمزم کے بارے میں ایک عرصہ تک اس تحقیق میں سرگرداں رہ کر جو انکشافات کیے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آب زمزم کا کیمیائی تحلیل کر کے سائنسدانوں نے درج ذیل معدنی اجزا دریافت کیے ہیں۔ آئیے ہم اس کا تفصیلی جائزہ لیں۔

کیلشیم کاربونیٹ

زمزم میں سب سے بڑا حصہ کیلشیم کاربونیٹ کا ہے جو غذا کو ہضم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ گردے کی پتھری کو توڑتا ہے، جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے، اعضا شکنی کو رفع کرتا ہے محنت کے وقت پیٹ بھر کر زم زم کا پانی پینے سے ساری تھکان دور ہو جاتی ہے۔

ہائیڈروجن سلفائیڈ

یہ جز اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتا ہے خوراک کو ہضم کرتا ہے، قوت حافظہ کو تیز کرتا ہے۔ جلدی امراض کو ختم کر دیتا ہے۔ ہیضہ کے جراثیم کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ سائنسدانوں نے تجزیہ کر کے

ثابت کردیا کہ آبِ زمزم میں ہیضہ کے جراثیم صرف چند منٹ زندہ رہ کر مرجاتے ہیں۔ اکثر مسلمان ہیضہ کے ایام میں اس کا استعمال عام پانی کے ساتھ کرتے ہیں جو زود اثر کرتا ہے۔

میگنیشیم سلفیٹ

اس سے خصوصاً پیٹ کی چربی ختم ہوجاتی ہے وہ اشخاص جو انتہائی موٹا اور فربہ جسم رکھتے ہوں اور جن کو اٹھنا بیٹھنا بھی دوبھر ہو ان کے لیے بہترین ٹانک کی حیثیت رکھتا ہے۔

پوٹاشیم نائٹریٹ

پوٹاشیم نائٹریٹ زمزم میں بدرجہ بہتر پایا جاتا ہے۔ دمہ اور سانس پھولنے والے مریض اس سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں دل کی بے ربط دھڑکنوں کو اعتدال پر لانے میں معاون و مددگار ہے نیز جسمانی تھکان کو دور کرتا ہے۔

سوڈیم سلفیٹ

اسے گبرسی سالٹ بھی کہا جاتا ہے یہ شکر یعنی ذیابیطس کی بیماری کے لیے اکسیر ہے نیز جوڑوں کے درد کی شکایت میں بھی مفید ہے۔

سوڈیم کلورائیڈ

یہ آنتوں کی مختلف بیماریوں کے لیے انتہائی مفید ہے۔ درد شکم کے لیے بہتر بہ ہدف ہے۔ اس طرح آب زم زم نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر سے بلکہ ڈاکٹری نظریہ سے بھی ہمارے لیے مفید ہے۔

بقیہ:- شیطانی ماحول سے واپسی

فلم دیکھنا پسند نہیں کرتی اور فلم میں کام کرنے کو اسی وقت سے اپنی رائے صحیح نہیں سمجھتی تھی۔ لیکن آج میں بھی اسی نتیجہ کو پہونچی ہوں۔

ان سے پوچھا گیا کہ اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟ کیا آپ دینی امور کی اشاعت میں اپنے کو معروف رکھیں گی؟ انھوں نے کہا کہ میں اپنے کو خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میں فلمی دنیا کی خدمت کے بغیر اب اسلامی عقدار کی اشاعت میں اپنے وقت کو لگاؤں گی۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو فلمی دنیا کی علاحدگی پر افسوس ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس اقدام پر کبھی بھی پشیمانی یا افسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے اس نجاست سے نجات مل گئی ہے۔ اور ایمان کی طہارت و نظامت حاصل ہوچکی ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جو کہ صحیح عقل و فکر رکھتا ہو طہارت سے نجاست کی طرف جانا چاہے گا یا بلندی سے پستی کی طرف گرنا چاہے گا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی ہدایت کو چھوڑ کر شیطان کی غلامی میں جانا پسند کرے گا۔

اچھی نصیحت

حضرت سعد عراق کی مہم پر روانہ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے انھیں یہ نصیحت فرمائی کہ سعد تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ رکھے کہ تم رسول پاک کے ماموں کہلاتے ہو اور حضورؐ کے صحابی ہو۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں دھوتا۔ اس کے بندوں کے درمیان رذیل شریف سب برابر ہیں، وہ سب کا رب ہے اس کے یہاں صرف بندگی قبول ہوتی ہے ہر بات میں یہ مدنظر رہے جو حضورؐ کا طریقہ ہے وہی عمل کی چیز ہے، تم ایک بڑے کام کے لیے بھیجے جا رہے ہو اس سے چھٹکارا صرف حق کی اتباع سے ہوسکتا ہے، اپنے آپکو اور ساتھیوں کو خوبی کا عادی بناؤ

مغربی سوسائٹی

لبنان کے ایک رسالہ "الاسبوع العربی" نے ایک فرانسیسی ایکٹرس "میشل نوج" کا انٹرویو شائع کیا ہے۔ میشل اپنی سالانہ چھٹی گذارنے کے لیے بیروت آئی ہوئی تھی، اس نے بتایا کہ میری زندگی کا المیہ تنہا میرا ہی المیہ نہیں ہے بلکہ یہ مغربی عورت کے المیے کا ایک جزو ہے۔ اس نے مغربی سوسائٹی کی سماجی کیفیات کا جائزہ لیتے ہوئے بیان کیا کہ جب میرے والد اور خاندان نے میری کفالت سے ہاتھ اٹھالیا تو میں اپنے گزارہ کے لیے تگ و دَو کرنے پر مجبور ہوئی میرے والد پیرس کے ایک بڑے مالدار کاریگر ہیں۔ انہوں نے میری کفالت کرنے سے محض اس لیے انکار کیا کہ وہ خود کارگہہ حیات میں اس وقت سے داخل ہیں جب کہ وہ سولہ سال کے تھے اور وہ اپنی کوشش اور محنت سے بہت جلد دنیا میں ایک مرکز بنا سکے اس وجہ سے وہ نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد ان کے سر ہوں..... انھیں چاہیئے کہ وہ کام کریں اور اپنی روزی خود حاصل کریں!...

اس لڑکی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:- ان کے والد سخت اور بدمزاج ہیں۔ اس کی والدہ کے ساتھ بھی ان کا یہی رویہ ہے جو کبھی کبھار چپکے سے اس کی کچھ مدد کیا کرتی تھیں، اس نے کہا کہ میری والدہ بیس ہزار لیرہ سے زیادہ قیمت کا چسٹر پہنتی ہیں، جب کہ وہ محنت مزدوری کرتی ہیں تاکہ اپنے خون پسینہ اور کسی اور ذریعہ سے اپنا لقمہ حاصل کرسکیں، اسی لیے میں اپنے آپ کو رات کی محفلوں میں ناچتی ہوئی پاتی ہوں اور انھیں جگہوں سے اپنی روزی کمایا کرتی ہوں۔

میشل اپنی غم انگیز اور اشک ریز داستان کو بیان کرتے ہوئے بے قابو ہوگئی اور اس نے غضب ناک آواز سے کہا کہ: یہی پیرس کی عائلی زندگی ہے، ماں و باپ کے دلوں میں محبت و شفقت کا سرچشمہ خشک ہوگیا ہے وہ خود غرض اور خود پسند ہوگئے ہیں۔ اگر کوئی پیسہ ان کی جیب سے ان کی اولاد کے لیے نکلتا ہے تو گویا ان کے گوشت پوست سے نکلتا ہے، ہمارے یہاں پیرس میں خاندان اور کنبہ کے کوئی معنیٰ اور تصور نہیں ہے۔ یہ واقعہ اور حقیقت ہے باپ اور بیٹے سے نہ کوئی رشتہ ہے نہ تعلق! بلکہ ایک دوسرے کے لیے اجنبی اور انوکھا ہے۔ ہر ایک اپنے لیے جیتا اور کماتا ہے۔ اسی لیے آپ دیکھتے یا سنتے ہیں کہ لڑکیاں اور عورتیں اپنے خاندان سے الگ تھلگ زندگی بسر کرتی ہیں، بہتیری سکریٹری کا کام کرتی ہیں یا معلمہ بن کر رہتی ہیں یا دکانداری کرتی ہیں اور بعضوں کا قدم لغزش کھاتا ہے تو وہ آبرو ریزی پر مجبور ہوکر زندگی گذارتی ہیں زندگی سے میری مراد خوشگوار زندگی نہیں بلکہ یہ روٹی مل جایا کرتی ہے۔ زندگی بڑی سستی ہے نوجوانی بہت سے اور بہت سے متعدد تجربات سے گزارتی ہیں جس کے دوران انتہائی تلخی او

سوال جواب

محمد طارق ندوی

س: نماز عیدین سے قبل نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

ج: نماز عیدین سے قبل نوافل عیدگاہ میں جا کر پڑھنا بالاتفاق درست نہیں ہے البتہ جانے سے پہلے اور گھر واپس آکر پڑھنے میں اختلاف ہے لیکن مفتی کا قول یہی ہے کہ جانے سے پہلے گھر میں بھی نہ پڑھے، ہاں واپس آکر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س: کیا اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے؟

ج: نہیں، اگر کوئی شخص کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔

س: کیا نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے؟

ج: ہاں نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

س: سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: سلام کرتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا چاہیئے، ہاں اگر سامع دور ہو یا کم سنتا ہو تو سلام کی آواز کے ساتھ ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔

س: کیا سُنّتیں اذان سے قبل وقت آنے پر پڑھی جا سکتی ہیں؟

ج: ہاں وقت کے آنے کے بعد اذان سے پہلے سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

س: قربانی کے بڑے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟

ج: قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنا درست ہے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

س: اگر کسی شخص نے آیت سجدہ نماز میں پڑھی اور سجدۂ تلاوت نہ کیا تو کیا بعد میں سجدہ کرنا کافی ہوگا؟

ج: نہیں، اگر کسی نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور نماز میں سجدہ نہ کیا بعد میں کیا تو بعد کا سجدہ کافی نہ ہوگا۔ ایسا شخص گنہگار ہوگا اور اب اس کے لیے سوائے توبہ و استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔

س: کیا اگر کوئی جانور کانا ہے (یعنی اس کے ایک آنکھ ہے) تو اس کا عقیقہ کر سکتے ہیں؟

ج: نہیں، کیونکہ جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں ہے اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

س: ایک شخص نے وصیت کی اور پھر اس سے رجوع کر لیا تو وصیت باقی رہی یا نہیں؟

ج: وصیت کرنے والے کو رجوع کا حق ہے اگر وہ اپنے قول سے رجوع کرے تو وصیت باقی نہیں رہے گی۔

س: ایک شخص کہتا ہے کہ میں دریا میں جال پھینک رہا ہوں، جتنی مچھلیاں ایک بار جال میں آئیں وہ دس روپیہ میں میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیں، تو کیا اس طرح کی بیع صحیح ہے؟

ج: نہیں کیونکہ بیع مجہول ہے، ہدایۃ میں ہے وضربۃ القانص وھو مایخرج من الصید بضرب الشبکۃ مرۃ لایجوز لانہ مجھول ولان

فیہ غرر۱ (جلد سوم ص۳۶)

س: عورت کا وطن اصلی اس کے والدین کا گھر ہے یا اس کی سسرال؟

ج: عورت مرد کے تابع ہے مرد اس کو جہاں رکھے وہیں اس کا وطن اصلی ہے۔

س: میت کی نماز جنازہ میں اس لیے تاخیر کرنا تاکہ بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو جائے کیسا ہے؟

ج: مکروہ ہے، وفی الدر المختار کرہ تاخیر صلوٰتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم

س: کیا ورثاء کا حق حالت صحت میں مورث کے مال میں ہو جاتا ہے؟

ج: نہیں، حالت صحت میں ورثاء کا حق مورث کے مال میں متعلق نہیں ہوتا مورث خود مختار ہے جو تصرف چاہے کر سکتا ہے۔

س: کیا ایک موذن دو مسجدوں میں اذان دے سکتا ہے؟

ج: ایک موذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

س: اگر کسی شخص نے ظہر کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھا تو کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

س: اگر کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جس کے لگے ہونے کے باوجود نماز صحیح ہو جاتی ہے تو کیا ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

ج: ہاں ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

س: ایسے کپڑے جس میں ذی روح کی تصاویر بنی ہوں پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج: ایسے کپڑے جس میں ذی روح کی تصاویر بنی ہوں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ اوفوق رأسہ او علی یمینہ او علی یسارہ او فی ثوبہ تصاویر۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۲۹

س: امام کے پیچھے مقتدی تعوذ و تسمیہ پڑھے یا نہیں؟

ج: مقتدی امام کے پیچھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہیں کہے گا کیونکہ تعوذ قرات کے لیے ہے اور اسے قرات نہیں کرنی ہے۔ اور اسی طرح اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے نہ تو فاتحہ پڑھنا ہے اور نہ سورہ ملانا ہے۔

خوب سمجھئے

امۃ العزیز

درحقیقت

- وہ مرد، مرد نہیں جس میں جرأت وہمت نہ ہو۔
- وہ عورت، عورت نہیں جس میں شرم وحیا نہ ہو۔
- وہ انسان، انسان نہیں جس میں اخلاق وشرافت نہ ہو۔

کتنی عجیب بات ہے کہ

- بندہ اپنے مالک کا دیا ہوا رزق کھائے اور اس کی بندگی نہ کرے۔
- اس کی بے انتہا نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو اور اس کا شکر نہ کرے۔
- اس کی دی ہوئی صحت سے لطف اندوز ہو اور عیش کرے۔

وہ عورت کتنی خوش نصیب ہے جو

- پنج وقتہ نماز کی عادی ہو اور خشوع وخضوع سے ادا کرے۔
- جس کی نگاہیں ہر وقت شرم وحیا سے جھکی رہیں۔
- جو اپنے شوہر کی اطاعت گزار اور امین ہو۔

وہ انسان کتنا بدنصیب ہے

- جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف کی وجہ سے کبھی کوئی قطرہ نہ گرے۔

گھریلو نسخے

پھلوں اور سبزیوں کا استعمال

کینسر کی روک تھام کیلئے مفید

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ کینسر ایک لاعلاج مرض ہے لیکن کینسر کسی ایک بیماری کا نام نہیں ہے بلکہ سو سے زائد مختلف بیماریاں جمع ہو کر کینسر کا روپ دھارتی ہیں۔ ان میں ایسے خلیات جنم لیتے ہیں جو صحت کو برباد کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ صحت بخش خلیات پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ کسی بھی عمر میں کسی کو بھی کینسر ہو سکتا ہے۔ تاہم جونہی لوگ بڑی عمر کو پہنچتے ہیں کینسر کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ صحت مند لوگوں میں سے کم و بیش ۲۰ فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ گو یہ اچھی خبر نہیں ہے مگر ہمیں حقیقت پسند بھی ہونا چاہیے۔ ماہرین صحت بتاتے ہیں کہ کینسر کی بہت سی ایسی اقسام ہیں جن کی روک تھام ہو سکتی ہے اور اگر جلدی پتہ چل جائے تو اس کا قلع قمع بھی کیا جا سکتا ہے۔

ریڈی ایڈ ڈرگ اور سرجیکل میتھڈ کی بدولت بہت سے کینسر کے مریض ابھی تک زندہ ہیں اور بعض شفایاب ہو گئے۔ اس کے لیے پرہیز بہت ضروری ہے۔ متوازن غذا اور صحت بخش طرز زندگی گذارنے سے بہت افاقہ ہو سکتا ہے۔ سگریٹ نوشی ترک کی جائے باقاعدگی سے چیک اپ کرواتے رہیں۔ شراب کینسر اور بھی خراب بنا دیتی ہے۔ چربی والی غذا سے پرہیز کیا جائے۔ ریشہ دار غذا کا انتخاب کیا جائے۔ جہاں لوگ تمباکو نوشی کرتے ہیں ایسی فضا سے دور رہیں اس سے پھیپھڑوں، تلی، گلے، مثانے اور ہوا کی نالی کا کینسر جنم لے سکتا ہے اس سے دل کی تکلیف اور فشار خون کا بھی خطرہ ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ چربی والی غذا چھاتیوں کے کینسر کو جنم دیتی ہے مگر سالم اناج بغیر چھنے آٹے کی روٹی، پھلیاں، پھل اور سبزیاں، کینسر کی روک تھام کے لیے بہت ضروری ہے۔ ہر طرح کے اناج، سالم گندم، براؤن چاول، دلیہ جات اور چنے اپنی خوراک کا حصہ بنائیں سبزیاں و پھل کینسر کی روک تھام کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ سبزیوں میں بر کلی گاجر ساگ، پالک، چقندر، شکر قند، بند گوبھی آلو وغیرہ بہت اچھے ہیں۔ جبکہ پھلوں میں خوبانی، آم، پپیتہ، آڑو، ٹماٹر، گریپ فروٹ لیموں، مالٹا، کینوں، سنگترہ وغیرہ کینسر کی روک تھام کے لیے زیادہ مفید ہے۔

کینسر سے بچنے کے لیے باقاعدہ چیک اپ کرواتے رہیں اور خاص کر ۵۰ سے اوپر کی عورتوں کو چھاتی کا سالانہ معائنہ کرواتے رہنا چاہیے۔

اگر آپ تمباکو نوشی کرتے ہیں تو فوراً ترک کر دیں۔

اگر آپ تمباکو نوشی نہیں کرتے تو اس سے دور رہیں۔ کیونکہ دوسروں کی سگریٹ نوشی سے بھی آپ کو نقصان کا احتمال ہے صحت بخش غذا کا استعمال کریں۔ اگر آپ پچاس سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں تو اپنی جلد، خون اور پاخانہ کا معائنہ کروائیں

اگر آپ ۱۸ سال سے اوپر ہیں اور اپنے جسم کے کسی بھی حصے پر گلٹی یا خال (تل) ہو کا پائیں تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

ان ہدایات پر عمل کرنے سے کینسر جیسی مہلک بیماری کا علاج تو نہیں ہو سکتا لیکن اس بیماری سے بچا جا سکتا ہے۔ ***

دسترخوان

نسیمہ خاتون

لوکی کے کباب

لوکی آدھا کلو، بھنے ہوئے چنے آدھی چھٹانک، پیاز دو گانٹھ، ادرک ایک ٹکڑا، گرم مسالہ، نمک، ہری مرچ، پودینہ حسب منشاء۔

ترکیب:۔ لوکی کو چھیل کر قتلے کر لیجئے پیاز، ہری مرچ، ادرک، پودینہ باریک کاٹ لیجئے اور نمک حسب خواہش ڈال کر سب مسالوں کو ملا کر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنا کر گھی یا تیل میں تل لیجئے۔ لذیذ کباب تیار ہیں۔

آلو کے کٹلس

بڑے بڑے آلو ½ کلو، گھی یا تیل ۲۰ گرام، نمک مرچ زیرہ کھٹائی حسب ضرورت ادرک ایک ٹکڑا۔

ترکیب:۔ آلو چھیل کر باریک قتلے بنا لیں۔ پھر کڑاہی میں آدھا گھی ڈال قتلے بچھا دیں۔ اوپر سے پسی ہوئی نمک، مرچ زیرہ، ادرک تھوڑا چھڑک دیں۔ جب آلو تھوڑے گل جائیں تو انھیں پلٹ دیجئے اور باقی بچا ہوا کھٹائی مسالہ بھی ڈال دیجئے پانچ منٹ بعد اتار لیجئے۔ یاد رہے کہ کھٹائی سوکھی پسی ہوئی ہو۔

ٹماٹر کی چٹنی

ٹماٹر کی چٹنی شکر ۲۵۰ گرام، کشمش ۱۲۰ گرام، سرکہ ۱۲۰ گرام، پانی ۲۵۰ گرام مرچ ۵ عدد نمک حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ ٹماٹر کاٹ کر پانی میں ابال لیں جب اچھی طرح ابل جائے تو مع پانی کے باریک کپڑے میں چھان لیں، ٹماٹر کا جوش کیا ہوا رس نمک شکر مرچیں پسی ہوئی یکجا ملا کر آگ پر رکھ دیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو کشمش ڈال کر اتار لیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو استعمال کریں۔

آلو کے پاپڑ

آلو ایک کلو، زیرہ نمک مرچ کھٹائی حسب منشا،

ترکیب:۔ پہلے آلو ابال لیں پھر چھیل کر باریک پیس لیں۔ پیستے وقت باریک پسا ہوا مسالہ بھی ملا دیں۔ اب گول گول پیڑے بنا کر پلاسٹک کی پنی میں رکھ کر اور ہاتھ سے گولائی میں پھیلائے جائیں جب باریک ہو جائے تو نکال کر دھوپ میں پھیلا دیں۔ سوکھنے پر تیل یا گھی میں تل لیں بہت لذیذ ہوں گے۔ مگر جب استعمال کریں تو ہم کو نہ بھولیں اور عزیزوں کو بھی کھلائیں۔

آلو کے کباب:۔

آلو ایک کلو ہرا دھنیا مرچ سرخ مرچ نمک زیرہ وغیرہ حسب منشا۔

ترکیب:۔ پہلے آلو ابال لیں اور چھلکا الگ کرنے کے بعد سل پر باریک پیس لیں بعد میں مسالہ پیس لیں پھر مسالہ پسے ہوئے آلو میں ملا لیں اب چھوٹی چھوٹی ٹکیا بنا کر گھی یا تیل میں تل دیں لیجئے آلو کے کباب تیار۔ مزے لے کر کھائیں اور ہم کو دعا دیں۔

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے نظامی آفسٹ پریس میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان ۱۷/۲/۵۳ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

درخت کی گواہی

طالب الہاشمی

پرانے زمانے کا ذکر ہے کہ شہر بغداد میں دو گہرے دوست رہتے تھے۔ ایک کا نام حامد تھا اور دوسرے کا نام اسلم۔ حامد بڑا سیدھا سادہ آدمی تھا اور اسلم بہت چالاک اور ہوشیار۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ان دونوں کی دوستی نبھ رہی تھی۔

ایک دفعہ حامد کو بغداد سے بہت دور کسی دوسرے شہر میں جانا پڑا۔ روانہ ہونے سے پہلے اسے اپنی سات ہزار اشرفیوں کا خیال آیا جو اس کے گھر میں پڑی تھیں۔ اس زمانے میں بنک نہیں تھے جن میں رقم محفوظ رکھی جا سکتی۔ اس نے یہ سوچا یہ اشرفیاں وہ اپنے دوست اسلم کے پاس امانت رکھ دے۔ چنانچہ اس نے اسلم کو ساتھ لیا اور شہر سے کچھ دور جا کر ایک درخت کے نیچے تمام اشرفیاں اس کے سپرد کیں اور کہا:

"اسلم میاں! یہ میری امانت ہیں۔ ہو سکتا ہے میری واپسی میں کئی ماہ لگ جائیں۔ انھیں سنبھال کر رکھنا واپس آ کر تم سے لے لوں گا۔"

اسلم نے اشرفیاں لے لیں اور انھیں حفاظت سے رکھنے کا وعدہ کیا۔ کئی ماہ بعد جب حامد سفر سے واپس آیا تو اس نے اسلم سے اپنی اشرفیاں طلب کیں۔ ادھر اس کی غیر حاضری میں اسلم کی نیت بدل گئی تھی۔ اس نے کہا کیسی اشرفیاں؟

حامد نے حیران ہو کر کہا! بھئی وہی جو میں نے تمہارے پاس امانت رکھی تھیں اور فلاں درخت کے نیچے تمہارے سپرد کی تھیں۔

اسلم نے آنکھیں نکال کر کہا جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ تم مفت میں مجھ پر بہتان لگاتے ہو مجھے تم نے کب اشرفیاں دی تھیں اور کس کے سامنے دی تھیں۔

اس کا یہ جواب سن کر حامد بہت پریشان ہوا۔ یہی اشرفیاں اس کی جمع پونجی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اسلم اسے ہضم کرنا چاہتا ہے، لیکن اب کرے تو کیا کرے۔ اس نے تو دوستی کے بھروسے پر کسی کو گواہ بھی نہیں بنایا تھا۔ آخر روتا دھوتا شہر کے قاضی صاحب کے پاس گیا اور ان کے سامنے فریاد کی۔

قاضی صاحب نے پوچھا "بھائی تم نے یہ اشرفیاں کس جگہ اسلم کو دی تھیں اور کیا موقع پر کوئی گواہ بھی موجود تھا؟

حامد نے کہا: جناب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے فلاں درخت کے نیچے اشرفیاں اسلم کو دی تھیں مجھے اس کی دوستی پر بھروسا تھا، اس لیے کسی کو گواہ بنانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ خدا کے بعد اس درخت کے سوا کوئی میرا گواہ نہیں۔"

اب قاضی صاحب نے اسلم کو اپنی عدالت میں طلب کیا اور اس سے ان اشرفیوں کے بارے میں پوچھا۔ اسلم صاف مکر گیا اور کہنے لگا۔ "جناب مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ وہ درخت کہاں ہے۔ قاضی صاحب کچھ دیر سوچتے رہے اور پھر حامد سے کہا: "تم کہتے ہو کہ خدا کے بعد اس درخت کے سوا گواہ نہیں تو پھر جاؤ اور اس درخت سے دو پتے توڑ لاؤ، ہم ان پتوں سے ہی گواہی لیں گے۔"

حامد قاضی صاحب کا حکم سن کر اس درخت کی طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر گذری تو قاضی صاحب نے کہا!

"معلوم نہیں حامد اس درخت تک پہنچ گیا ہو گا یا نہیں۔"

اسلم بہت چالاک تھا لیکن اس کے دل میں چور تھا، بے خیالی میں فوراً بول پڑا۔ "جناب ابھی نہیں پہنچا ہو گا۔"

قاضی صاحب نے اس کو اسی وقت گرفتار کرنے کا حکم دیا اور کہا:

"تم نے خود ہی اپنے کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ پہلے تم نے کہا تھا کہ تمہیں معلوم ہی نہیں وہ درخت کہاں ہے لیکن اب تمہاری بات سے صاف معلوم ہو گیا کہ تم اس درخت کو جانتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اشرفیاں ان کے مالک کے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارا مال و اسباب ضبط کر لوں گا اور سخت سزا دوں گا۔" اسلم لاجواب ہو گیا اور سپاہیوں کے ساتھ گھر جا کر اشرفیاں عدالت میں لے آیا۔

حامد واپس آیا تو قاضی صاحب نے کہا: تمہارے آنے سے پہلے ہی وہ درخت گواہی دے گیا۔ یہ لو اپنی اشرفیاں۔" اس طرح قاضی صاحب کی دانائی کی بدولت حامد کو اپنی اشرفیاں واپس مل گئیں۔

بقیہ:- مقابلہ کا طریقہ

مرنے کے بعد نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں انھیں دفن بھی نہ ہونے دیا جائے۔ اگر اتنی بات ہم کر سکے تو اسلام کے شرعی نظام کو بدلنے والے اپنے یکساں سول کوڈ کی فائلیں لے کر اپنی آفسوں میں بیٹھے رہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

یاد رہے کہ یہ سارا م عدم تشدد کے ساتھ یا اصلاحی ڈھنگ سے ہو۔ دھاندلی اور ہنگامہ آرائی سے ظاہر ہے کہ اس راہ میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ سنجیدہ صورتحال میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کا بھی تعاون آسانی سے مل سکتا ہے۔ ہندو آچاریہ اور علماء بھی یکساں سول کوڈ کے حامی نہیں ہیں۔ یہ ہنگامہ مغربی تہذیب اور الحاد کی ملی بھگت سے پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا اسے مشرقی شرم و حیا اور خدا پرستی کے اصول کے تحت اخلاقی، مذہبی و روحانی طاقتوں کے اتحاد کا محاذ بنا کر ہی سرد کیا جا سکتا ہے۔

بیوقوف کی چپ ہی بھلی

ایک شخص امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں اکثر آتا تھا لیکن ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ ایک دن امام صاحب نے اس سے فرمایا: "تم کچھ بولتے نہیں کوئی بات پوچھنی ہو تو کسی جھجک کے بغیر پوچھ لیا کرو۔" اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا: روزہ کب افطار کرنا چاہیے؟" امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے۔ بولا اگر سورج آدھی رات تک غروب نہ ہو تو؟" یہ سن کر امام صاحب ہنس پڑے اور فرمایا: تمہارا چپ ہی رہنا اچھا تھا، تمہاری زبان کھلوا کر میں نے غلطی کی۔"